فی ذلک لعبرة لاولی الالباب

١٢٩١ھ

الحمد للہ کہ یہ رسالہ مزیل التباس اور موضح معنی اثر ابن عباس مسمی بہ

تحذیر الناس من انکار اثر ابن عباس

مؤلفہ وحید العصر فرید الدہر مولنا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی

مطبع صدیقی بریلی مین باہتمام مولوی محمد منیر طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہین علماء دین اس باب مین کہ زید نے بتتبع ایک عالم کے جسکی تصدیق دو ایک مفتی مسلمین نے بھی کی تھی دربارہ قول ابن عباس رض جو درمنثور وغیرہ مین ہے ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وعیسے کعیساکم ونبی کنبیکم کے یہہ عبارت تحریر کی کہ میرا یہہ عقیدہ ہے کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہے اور زمین کے طبقات جدا جدا ہین اور ہر طبقے مین مخلوق الٰہی ہے اور حدیث مذکور سے ہر طبقے مین انبیا کا ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن اگرچہ ایک ایک خاتم کا ہونا طبقات باقیہ مین ثابت ہوتا ہے مگر اسکا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلعم کے ثابت نہین اور یہہ میرا عقیدہ ہے کہ وہ خاتم مماثل آنحضرت صلعم کے ہون اسلئے کہ اولاد آدم جسکا ذکر ولقد کرمنا بنی آدم مین ہے اور سب مخلوقات سے افضل ہے وہ اسی طبقے کے آدم کی اولاد ہے بالاجماع اور ہمارے آنحضرت صلعم سب اولاد آدم سے افضل ہین تو بلاشبہ آپ تمام مخلوقات سے افضل ہوئے پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات مین داخل ہین آپکے مماثل کسیطرح نہین ہوسکتے تھے اور باوجود اس تحریر کے زید یہہ کہتا ہے کہ اگر شرع سے اسکے خلاف ثابت ہوگا تو مین اسکو مان لونگا میرا اصرار اس تحریر پر نہین پس علماء شرع سے استفسار یہہ ہے کہ الفاظ حدیث ان معنوں کو محتمل ہین یا نہین اور زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق یا خارج اہل سنت وجماعت سے ہوگا یا نہین بینوا توجروا

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ خاتم النبیین وسید المرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین بعد حمد وصلوۃ کے قبل عرض جواب یہہ گذارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئین تاکہ فہم جواب مین کچھ دقت نہو سو عوام کے خیال مین تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپکا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب مین آخر نبی ہین مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی مین بالذات کچھ فضیلت نہین پھر مقام مدح مین ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اسصورت مین کیونکر صحیح ہوسکتا ہے ہان اگر اس وصف

کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جنکو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اسکو ذکر کیا اور وں کو ذکر نہ کیا دوسرے رسول اللہ صلعم کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجیے باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس لیے سد باب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل کو جھوٹے دعوے کر کے خلائق کو گمراہ کرینگے البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے پر جملہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ اور جملہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ میں کیا تناسب تھا جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں اگر سد باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لیے اور بیسیوں موقع تھے بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا مثال درکار ہے تو لیجیے زمین و کہسار اور در و دیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں اور ہماری غرض وصف ذاتی ہونے سے اتنی ہی تھی باینہمہ یہ وصف اگر آفتاب کا ذاتی نہیں تو جس کا تم کہو وہی موصوف بالذات ہوگا اور اسکا نور ذاتی ہوگا کسی اور سے مکتسب اور کسی اور کا فیض نہ ہوگا الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے چنانچہ خدا کے لیے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے یعنی ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی یعنی بالعرض ہیں اور یہی وجہ ہے کہ کبھی موجود کبھی معدوم کبھی ہیں اگر ان کو کبھی یہ کمال حقیقی ہیں گو یہ امور مذکورہ ممکنات کی حقیقتیں ذاتی ہوتی تو یہ انفصال و اتصال نہ ہوا کرتا علی الدوام

وا مہ کمالات وجود ذات ممکنات کو لازم ملازم رہتی سو اسیطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہین اور سوا آپ کے
اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اورونکی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپکی نبوت کسی اور
کا فیض نہین آپ پہ سلسلہ نبوت مختتم ہوجاتا ہی غرض آپ جیسے نبی الامۃ ہین ویسے ہی نبی الانبیا
بھی ہین اور یہی وجہ ہوئی کہ بشہادۃ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ النَّبِیِّیْنَ لَمَا آتَیْتُکُمْ مِنْ کِتَابٍ وَّحِکْمَۃٍ
ثُمَّ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ الخ اور انبیاء کرام علیہم السلام سے آپ پر
ایمان لانے اور آپکے اتباع اور اقتدار کا عہد لیا گیا اور آپ نے یہہ ارشاد فرمایا کہ
اگر حضرت موسیٰ بھی زندہ ہوتے تو میرا ہی اتباع کرتے علاوہ برین بعد نزول حضرت عیسیٰ
کا آپکی شریعت پر عمل کرنا اسی بات پر مبنی ہی اور رسول اللہ صلعم کا یہہ ارشاد کہ عُلِّمْتُ
علم الاولین والآخرین بشرط فہم اسی جانب مشیر ہی شرح اس معما کی یہہ ہی کہ اس
ارشاد سے عموم و خاص کو یہہ بات واضح ہی کہ علوم اولین مثلا اور ہین اور علوم آخرین اور لیکن
وہ سب علوم رسول اللہ صلعم مین مجتمع ہین سو جیسے علم سمع اور ہی اور علم بصر اور پر باینہمہ
قوت عاقلہ اور نفس ناطقہ مین یہہ سب علوم مجتمع ہین ایسے ہی رسول اللہ صلعم اور انبیاء باقی
کو سمجھئے پر ظاہر ہو کہ سمع و بصر اگر مدرک و عالم ہین تو بالعرض ہین ورنہ مدرک حقیقی اور عالم
تحقیقی وہ عقل اور نفس ناطقہ ہی ہی اسیطرح سے عالم حقیقی رسول اللہ صلعم ہین اور انبیاء باقی
اور اولیاء اور علماء گذشتہ و مستقبل اگر عالم ہین تو بالعرض ہین مگر اسکے ساتھ یہہ
بھی اہل فہم جانتے ہین نبوت کمالات علمی مین سے ہے کمالات عملی مین سے نہین الغرض کمالات ذوی العقول کل دو
کمالون مین منحصر ہین ایک کمال علمی دوسرا کمال عملی اور بنائے مدح کل انہین دو باتون پر ہے
چنانچہ کلام اللہ مین چار فرقون کی تعریف کرتے ہین نبیین اور صدیقین اور شہداء

صالحین جنین سے انبیاء اور صدیقین کا کمال تو کمال علمی ہے اور شہداء اور صالحین کا کمال
کمال علمی انبیاء کو تو منبع العلوم اور فاعل اور صدیقین کو مجمع العلوم اور قابل سمجھو اور
شہداء کو منبع العمل اور فاعل اور صالحین کو مجمع العمل اور قابل خیال فرمایئے دلیل اس دعوی
کی یہہ ہے کہ انبیا اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہین تو علوم ہی مین ممتاز ہوتے ہین باقی رہا
عمل اوسمین بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہین بلکہ بڑھجاتے ہین اور اگر قوت
عملی اور ہمت مین انبیا امتیون سے زیادہ بھی ہون تو یہہ معنی ہوئی کہ مقام شہادت اور وصف
شہادت بھی انکو حاصل ہے مگر کوئی ملقب ہوتا ہے تو اپنے اوصاف غالب کے ساتھہ ملقب ہوتا
ہے مرزا جانجانان صاحب رح اور شاہ غلام علی صاحب رح اور شاہ ولی اللہ صاحب رح اور شاہ عبد العزیز
صاحب رح چارون صاحب جامع بین الفقر والعلم تھے پر مرزا صاحب اور شاہ غلام علی صاحب تو
فقیری مین مشہور ہوئے اور شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبد العزیز صاحب علم مین وجہہ اسکی
یہی ہوئی کہ اونکے علم پر تو انکی فقیری غالب تھی اور اونکی فقیری پر انکا علم اگرچہ انکے علم
سے انکا علم یا انکی فقیری سے انکی فقیری کم نہو سو انبیا مین علم عمل سے غالب ہوتا ہے اگرچہ
اونکا عمل اور ہمت اور قوت اوروں کی عمل اور ہمت اور قوت سے غالب ہو بہر حال علم مین انبیاء اورون
سے ممتاز ہوتے ہین اور مصداق نبوت وہ کمال علمی ہی ہے جیسا کہ مصداق صدیقیت وہی کمال
علمی ہے چنانچہ لفظ نبا اور صدق بھی جو ماخذ دو صفات مذکورہ ہے اسبات پر شاہد ہے نبا خود
خبر کو کہتے ہین جو اقسام علوم یا معلوم مین سے ہے اور صدق اوصاف علم مین سے پر نبوت اور
صدیقیت مین یہی فرق فاعلیت و قابلیت ہے جو آفتاب و آئینہ مین وقت تقابل معلوم
ہوتا ہے چنانچہ وہ حدیث موضوع قولی جسکا یہہ مطلب ہے کہ جو میرے سینہ مین خدا نے ڈالا تھا
مین نے ابوبکر رضہ کے سینہ مین ڈالدیا اسپر شاہد ہے مگر جیسے نبی کو نبی اسلئے کہتے ہین کہ خبرا

یا اثر مقدر ہویدا ہوتا ہی صدیق کو. صدیق اسلئی کہتی ہین کہ اوسکی عقل بجز قول صادق قبول نہین کرتی قول صادق سننے ویسی اسطرح قبول کرلیتا ہی جیسی شہائی کو معدہ اور قول باطل سی اسطرح گہبراتا ہی اور اسطرح اوسکو رد کرتا ہی جیسی مکہی کو معدہ رد کرتا ہی یہی تہا کہ صدیق اکبر کو ایمان لانے مین معجزہ کی ضرورت نہوئی علے ہذا القیاس مصداق شہید بدلالت حدیث وہ شخص ہی جو اعلاء کلمۃ اللہ اور ترقی دین کے لئی جان دینی کو تیار ہو چنانچہ رسول اللہ صلعم سی کسی نے پوچہا کہ بعضی آدمی طمع مال مین لڑتے ہین اور بعضی بوجہ عصبیت یعنی بوجہ قرابت وحمیت قومی اور بعضی بغرض ناموری انمین سی شہید کون ہوتا ہی تو آپ نے فرمایا مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا غرض شہادت اسصورتین عوارض ہمت اور قوت عملی مین سی ہوئی اور شہید اول درجہ کا آمر بالمعروف اور ناہی عن المنکر ہوا اور اسیوجہ سی شاید شہید کو شہید کہتی ہین یعنی بروز قیامت وہ شاہد ہوگا کہ فلانا شخص حکم خدا مان گیا تہا اور فلانے نے نہین مانا کیونکہ اسبات کی اطلاع جیسی آمر بالمعروف اور ناہی عن المنکر کو ہوسکتی ہی اتنی اورونکو نہین ہوسکتی اور اوسکی گواہی اسباب مین ایسی سمجہی جیسی کسی مقدمہ مین ملازمان سرکاری کی گواہی چنانچہ اس امت کے حق مین یہہ فرمانا كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور پہر یہہ ارشاد کہ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ غور کیجی تو اسی جانب مشیر ہی غرض شہید سی فیض عملی ہوتا ہی یعنی بہلے عمل اوروں سی کراتا ہی اور بری عملوں سی روکتا ہی سو جو شخص اوس سی مستفیض ہو وہ صالح ہی اور ظاہر ہی کہ اہتمام اعمال کے بابمین وہی کر سکتا ہی جو خود اعمال مین پکا ہی سو بوسیلہ امر ونہی ہو یا بوسیلہ صحبت جس شخص کو افاضہ اعمال منظور ہو وہ تو شہید ہی اور جو اوس سی مستفیض ہو وہ صالح جب یہہ بات ذہن نشین ہوچکی تو خود معلوم ہوگیا ہوگا کہ جب نبوت کمالات علمی مین سی ہوئی اور دربارہ علم رسول اللہ صلعم موصوف بالذات ہوئی تو دربارہ نبوت بہی

اپ ہی موصوف بالذات ہو گئے اور آیہ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیِّیْنَ لَمَا اٰتَیْتُکُمْ الخ مین جو لفظ
مصدق لما معکم ہی تو اُس سی بعد لحاظ اِس بات کے کہ یہہ خطاب تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو
ہی اور کلمہ ما اس جگہہ ایسا عام ہی کہ تمام علوم اور کتب کو شامل یہہ بات اور بھی موجہ ہو جاتی
ہی کہ نبوت کمالات علمی مین سی ہی اور آپ جامع العلوم ہین اور انبیاء باقی جامع نہین غرض
جو بات حدیث علمت علم الاولین سی ثابت ہوئی تھی مع شئی زائد آیہ مذکورہ سی ثابت ہی سو
ایک تو یہی بات زائد ہی کہ نبوت کا کمالات علمی مین سی ہونا اِس سی ظاہر ہی کیونکہ رسول کی
صفت مین یہہ فرمانا کہ مصدق لما معکم جو لاجرم منجملہ کمالات علمی ہی کیونکہ تصدیق علم ہی
سی متصور ہی اس جانب مشیر کہ اُس رسول کا علم ایسا عام ہوگا پھر باینہمہ لفظ رسول ہی
باین نظر کہ زبان عربی مین پیغامبر کو کہتے ہین اور پیغام منجملہ اوامر و نواہی ہوتا ہی جو
بیشک از قسم علوم ہی اسپر دال ہے اور عہد کا لینا جس سی آپ کا نبی الانبیاء ہونا ثابت
ہوتا ہی پہلے ہی معروض ہو چکا علاوہ برین حدیث کُنْتُ نَبِیًّا وَآدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ
بھی اسی جانب مشیر ہی کیونکہ فرق قدم نبوت اور حدوث نبوت باوجود اتحاد نوعی خوب
جب ہی چسپان ہو سکتا ہی کہ ایکجا یہہ وصف ذاتی ہو اور دوسری جا عرضی اور فرق
قدم و حدوث اور دوام و عروض فہم ہو تو اِس حدیث سی ظاہر ہی ہر کوئی سمجھتا ہی کہ اگر
نبوت کا ایسا قدیم ہونا کچھہ آپ ہی کے ساتھہ مخصوص نہ ہوتا تو آپ مقام اختصاص مین یون
نفرماتے علاوہ برین حضرات صوفیہ کرام کی یہہ تحقیق کہ مربی روح محمدی صلعم تعین اول یعنی
صفت علم ہی اور بہی اسکی موید ظاہر ہی کہ شاعر کی تربیت سی شعر آویگا اور طبیب کی تربیت سی فن
طب محدث کی تربیت درباره حدیث مفید ہوگی فقیہ کی در بارہ فقہ سو جسکی مربی صفۃ العلم ہو
جو علم مطلق ہی مثل ابصار و اسماع علم خاص و قسم خاص نہین تو لاجرم فرد تربیت یافتہ اُسکا

ذات پاک محمدی صلعم بھی علم مطلق مین صاحب کمال ہوگی اور ظاہر ہی کہ مطلق مین تمام خصوص
خاصہ جو مقیدات مین ہوتی ہین مندرج ہوتے ہین سو یہہ بعینہ مضمون علمت علم الاولین الخ
اور یہی وجہ ہوئی کہ معجزہ خاص جو ہر نبی کو مثل پروانہ تقرری بطور سند نبوت ملتا ہی اور بنظر
ضرورت ہر وقت قبضہ مین رہتا ہی مثل عنایات خاصہ گہ وبیگاہ کا قبضہ نہین ہوتا ہمارے
حضرت صلعم کو قرآن ملا جو تبیاناً لکل شیٔ ہے تاکہ معلوم ہو کہ آپ اس فن مین یکتا ہین کیونکہ ہر
شخص کا اعجاز اوسی فن مین متصور ہی جس فن مین اور اوسکی شریک نہون اور وہ اوسمین
یکتا ہو مثلاً خوشنویس کے سامنے اگر اور عاجز ہوتے ہین تو اچھے خوش قلمہ(?) کے لکھنے ہی
مین عاجز ہوتی ہین اور فنون مین عاجز نہین سمجھے جاتے بالجملہ رسول اللہ صلعم وصف نبوت
مین موصوف بالذات ہین اور سوا آپکے اور انبیاء موصوف بالعرض اس صورۃ مین اگر
رسول اللہ صلعم کو اول یا اوسط مین رکہتے تو انبیاء متاخر کا دین اگر مخالف دین محمدی ہوتا
تو اعلے کا ادنے سے منسوخ ہونا لازم آتا حالانکہ خود فرماتے ہین مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ
نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا اور کیون نہو یون نہو تو اعطاء دین منجملہ رحمت نہ ہی آثار غضب مین
سے ہو جائے ہان اگر یہہ بات متصور ہوتی کہ اعلے درجہ کے علماء کے علوم ادنے درجہ کے
علماء کے علوم سے کمتر اور اونٰے(?) ہوتے ہین تو مضائقہ بھی نتہا پر سب جانتے ہین کہ
کسی عالم کا عالی مراتب ہونا علو مراتب علوم پر موقوف ہی یہہ نہین تو وہی نہین اور
انبیاء متاخر کا دین اگر مخالف نہوتا تو یہہ بات تو ضرور ہی کہ انبیاء متاخر پر وحی آتی
بغرض(?) افاضہ علوم کیا جاتا ورنہ نبوت کے پہر کیا معنی سو اس صورت مین اگر وہی علوم محمدی
ہوتے تو یہہ وعدہ محکم إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ کے جو نسبت اس کتاب
کے کہ جسکو قرآن کہتے ہی اور بشہادت آیہ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ جامع العلوم

ہی یا ضرورت تھی اور اگر علوم انبیاء سابق علوم محمدی کے علاوہ ہوتے تو اس کتاب کا
تبیانا لکل شیء ہونا غلط ہو جاتا بالجملہ جیسے ایسے نبی جامع العلوم کے لئے ایسی ہی کتاب
جامع چاہیئے تھی تاکہ علو مراتب نبوت جو لاجرم علو مراتب علمی ہی چنانچہ معروض ہو چکا
میسر آئی ورنہ یہہ علو مراتب نبوت بے شک ایک قول دروغ اور حکایت غلط ہوتی ایسی
ہی ختم نبوت بمعنی معروض کو تاخر زمانی لازم ہی چنانچہ اضافت الی النبیین باین اعتبار
کہ نبوت منجملہ اقسام مراتب ہی یہی ہی کہ اس مفہوم کا مضاف الیہ وصف نبوت ہی زمانہ نبوت
نہین اور ظاہر ہی کہ درصورت ارادہ تاخر زمانی مضاف الیہ حقیقی زمانہ ہوگا اور امر زمانی
اعنی نبوت بالعرض ہان اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور مرتبی سی
عام لے لیجئے تو پھر دونو طرح کا ختم مراد ہوگا پر ایک مراد ہو تو شایان شان محمدی صلعم
خاتمیت مرتبی ہی نہ زمانی اور مجھسی پوچھئے تو میری خیال ناقص مین تو وہ بات ہی کہ سامع
منصف انشاء اللہ انکار ہی نکر سکے سو وہ یہہ ہی کہ تقدم تاخر یا زمانی ہوگا یا مکانی یا مرتبی
یہہ تینون گو عین ہین باقی مفہوم تقدم و تاخر ان تینون کے حق مین جنس اور ظاہر ہی کہ
مثل چشم و چشمہ و ذات وغیرہ معانی لفظ عین ان تینون مین یون بعید نہین جو مثل
لفظ عین لفظ تقدم و تاخر و اختتام کو جو تاخر کے آثار مین سی ہی بنسبت انواع مذکورہ
مشترک کہئے جنس نکہئے مگر انمین سی اول و آخر زمانی ہو جبھی تو مشخص ہوتا ہی یعنی اول آخر اور
آخر اول نہین ہو سکتا البتہ تقدم و تاخر زمانی کے لئی کسی مصحح کی ضرورت پڑتی ہی جس سی
اول و آخر معلوم ہو جاوی جیسی صفوف مسجد کے لئی قبلہ اور دیوار قبلہ ورنہ یہان بھی ادھر
سی لیجئی تو قضیہ منعکس ہو جائیگا جب یہہ بات معلوم ہو گئی تو اب سنئے کہ ذوات انبیاء علیہم السلام
تو بذات خود اس قابل ہی نہین کہ انمین تقدم و تاخر کی گنجایش ملی ہان بواسطہ زمان و مکان

در مراتب البتہ مقدم و موخر کہہ سکتی ہین بہر حال حذف مضاف کی ضرورت ہوگی سو لفظ
زمان کی جا پر اگر موصوف و تاخر بھی کوئی مفہوم عام ہی تجویز کیا جاے تو بہتر ہی بلکہ
ضرور ہی کیونکہ حذف کے لیے قرینہ دالہ علے المحذوف الخاص دلائل تعمیم مین سے ہی
یہی وجہ ہی کہ لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ اور اللہ اکبر مین کل شی یا من کل شی محذوف
سمجھا جاتا ہی بہر حال مؤنثہ دونو صورتین برابر لفظ زمان ہو یا کوئی مفہوم عام پر تخصیص
زمان ہی کیا ہی اسصورتین ہر نوع مین مفہوم خاتمیت جدی طرح ظہور کریگا جیسے آیہ
اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ مین مفہوم رجس
جنس عام ہی کہ اُسکی لئی خمر جدی نوع ہی اور میسر وغیرہ جدی وہان رجس نے اور طرح
ظہور کیا یہان اور طرح یعنی خمر مین نجاست ظاہری بھی ظاہر ہوئی انواع باقیہ مین
فقط نجاست باطنی ہی رہی سو جیسے علت اختلاف ظہور مذکور یہہ ہوئی کہ یہان فعل شرب
شراب کے باعث ممنوع ہوا اسیلئے پانی وغیرہ کا پینا ممنوع نہین تو یہان تو رجس صفت
اصلی جسم شراب کی ہوگی اور میسر وغیرہ مین اشیاء معلومہ اعمال کے باعث بری ہوئین
کیونکہ اشیاء معلومہ آلات افعال معلومہ ہین اسلئے رجس صفت اصلی افعال کی ہوگی سو انکی
ناپاکی وہی نجاست باطنی مگر جیسے افعال اور شراب مین فرق ہی اور پھر وصف رجس مین متحد
ایسی ہی یہان قصہ ہی بلکہ یہان تینون نوعون کا موصوف بتقدم و تاخر ہونا ایسا ظاہر ہی
جیسا شراب کا موصوف برجس ہونا مثل اتصاف افعال برجس خفا یا احتمال تجوز نہین سو
اگر یہان خاتم مثل رجس جنس عام رکھا جاے تو بدرجہ اولے قابل قبول ہی اسمین خاتمیت
زمانی اور مرتبی کو تو ضرور تعیین مبدا تقدم نہین ہان مکانی مین ہی سو بقیاس تاخر مرتبی یہان
بھی نیچے سے شروع سمجھا جائیگا اور زمین علیا اختتام ہوگا سو اگر اطلاق اور عموم ہی تب تو ثبوت

خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے ادہر تصریحات
نبوی مثل اَنتَ مِنّی بِمَنزِلَۃِ ہارُونَ مِن مُوسیٰ اِلّا اَنَّہٗ لا نَبِیَّ بَعدِی او کما قال جو بظاہر بطرز
مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اسباب مین کافی کیونکہ یہہ مضمون درجہ تواتر کو
پہونچ گیا ہے پہر اسپر اجماع بہی منعقد ہو گیا گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہون سو
یہہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہان ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات
فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ احادیث تعداد رکعات متواتر نہین جیسا اسکا منکر
کافر ہے ایسا ہی اسکا منکر بہی کافر ہوگا اب دیکہئے کہ اسصورت مین عطف بین الجملتین اور استدراک
اور استثنا مذکور بہی بغایت درجہ چسپان نظر آتا ہے اور خاتمیت بہی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے
اور خاتمیت زمانی بہی ہاتہہ سے نہین جاتی اور نیز اسصورت مین جیسی قرارت خاتم بکسر التاء چسپان ہے ایسی ہی قرارت
خاتم بفتح التاء بہی بنہایت درجہ بے تکلف موزون ہوجاتی ہے کیونکہ جیسے خاتم بفتح التاء کا اثر اور نقش مختوم علیہ مین
ہوتا ہے ایسے ہی موصوف بالذات کا اثر موصوف بالعرض مین ہوتا ہے حاصل مطلب آیہ کریمہ اسصورت مین یہہ ہوگا کہ ابوت معروفہ
تو رسول اللہ صلعم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہین پر ابوۃ معنوی امتیون کی نسبت بہی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت
بہی حاصل ہے انبیاء کی نسبت تو فقط خاتم النبیین شاہد ہے کیونکہ اوصاف معروض و موصوف بالعرض موصوف
بالذات کے فرع ہوتے ہین موصوف بالذات اوصاف عرضیہ کی اصل ہوتا ہے اور وہ اسکی نسل اور ظاہر ہے کہ والد
کو والد اور اولاد کو اولاد اسی لحاظ سے کہتے ہین کہ یہہ اُس سے پیدا ہوتے ہین وہ فاعل ہوتا ہے چنانچہ
والد کا اسم فاعل ہونا اسپر شاہد ہے اور یہہ مفعول ہوتے ہین چنانچہ اولاد کو مولود کہنا اسکی
دلیل ہے سو جب ذات بابرکات محمدی صلعم موصوف بالذات بالنبوۃ ہوئی اور انبیاء باقی موصوف بالعرض
تو یہہ بات اب ثابت ہوگئی کہ آپ والد معنوی ہین اور انبیاء باقی آپکے حق مین بمنزلہ اولاد معنوی
اور امتیون کی نسبت لفظ رسول اللہ مین غور کیجے تو یہہ بات واضح ہے پر آیۃ النَّبِیُّ اَولیٰ بِالمُؤمِنِینَ ملانے کے بعد تو

ہی محمد رسول اللہ صلعم کو عنصری بنائی ہی اور النبی اولی بالمومنین کو کبری دیکھی یعنی نتیجہ نکلتا ہی یا نہین صورت اسکی یہہ ہے کہ النبی اولے بالمومنین من انفسہم کو بعد لحاظ صغرے ہی انفسہم کے دیکھئی تو یہہ بات ثابت ہوتی ہی کہ رسول اللہ صلعم کو اپنی امت کے ساتھہ وہ قرب حاصل ہے کہ اونکی جانونکو بھی اونکے ساتھہ حاصل نہین کیونکہ اولے بمعنی اقرب ہی اور اگر بمعنی احب یا اولے بالتصرف ہو تب بھی یہی بات لازم آئیگی کیونکہ احبیت اور اولویت بالتصرف کے لئے اقربیت تو وجہ ہو سکتی ہے پر بالعکس نہین ہو سکتا دلیل اول یہہ بات سنئے کہ ایسی اقربیت جو اپنی حقیقت سے بھی زیادہ ہو بجز موصوف بالذات کے کہ موصوف بالعرض یا وصف عارض کی نسبت ہوتا ہی اور کسیکو کسیکے ساتھہ حاصل نہین کیونکہ ربط افاضہ اگر مین الشیئین نہین تب تو باعتبار اصل حقیقت استثنا اور تباین ہوگا اگرچہ دونو ایک موصوف مین اتفاقاً مجتمع ہون اتنا قرب کجا اور اگر ربط افاضہ مین الشیئین ہی یعنے ایک موصوف بالذات اور دوسرا موصوف بالعرض ہی تو لاجرم موصوف بالعرض کے ساتھہ بحیثیت وصف عارض اوجود وصف عارض محتاج موصوف بالذات ہوتے ہین سو وصف عارض کو جو کچھہ تشخص حاصل ہوتا ہی بعد تحقق حاصل ہوتا ہی اور علے ہذا القیاس ادراک تشخص بھی بعد ادراک اصل وجود ہوتا ہی چنانچہ دور سے کسیکو دیکھئی تو ایک موجود مبہم ہوتا ہی جسکا انطباق ہزارون احتمالون پر متصور ہی پر جون جون قریب آتا جاتا ہی وہ ابہام مرتفع ہوتا جاتا ہی اور تمیز جو ادراک تشخصات پر موقوف ہی حاصل ہوتی جاتی ہی سو جب حالت بعد مین یہہ حال ہی تو حالت قرب مین تو اُس امر مبہم کو اور بھی وضاحت ہو جائیگی جسکی وجہ سے تقدم علے ادراک التشخصات ضرور تر ہی علاوہ برین معلوم ہونا خود ایک وصف وجودی ہی اور معلومات کا معلوم ہونا ضروری جسکے معنی قطع نظر تقلید سے کرکے انصاف سے دیکھئی تو یہہ معلوم ہوتے ہین

ہی اضافہ وجود ذہنی عالم کیطرف ایسا ویسا ہوا ہی اور وہ نور علم جو ذات عالم کے ساتھ
ایسی طرح قائم ہی جیسی آفتاب کا نور آفتاب کے ساتھہ اوسکو ایسی طرح محیط ہو جاتا ہے
جیسی نور مذکور اشیاء مستنیر کو اور ظاہر ہے کہ عالم کو اگر ادراک معلومات ہوگا تو وہ ایسا
ہی ہوگا جیسی فرض کرو آفتاب کو انوار خاصہ در و دیوار کا علم جنکو ہم دہوپ کہتے ہین سو
اوسمین سی نور مطلق جیسی صفت آفتاب ہی اور تثلیث اور تربیع وغیرہ تقطیعات دہوپ جو
صحن خانون وغیرہ کیطرف سی لاحق ہوتے ہین اصل مین صفت صحن خانہا وغیرہ اور اسوجہ
سے درصورت علم مفروض جو آفتاب کو حاصل ہوگا علم نور مطلق باینوجہ کہ اپنی صفت ہی جو
علم تقطیعات سی جو اور ونکی صفت ہی مقدم ہوگا ایسی ہی نور علم مذکور صفت عالم ہی اور
تشخصات معلومات صفات معلومات اور اسوجہ سے علم صفت خود جو عین علم ہی علم تشخصات سی مقدم ہوگا
اور ظاہر ہی کہ نور آفتاب بذات خود منور ہی اور یہہ تشخصات اور تعینات جو حقیقت مین حقیقت معلوم
ہین کیونکہ مسمی زید و عمرو وغیرہ یہہ خصوصیات خاصہ ہین جنکی وجہ سی باہم تباین ہے
نہ وہ امر مشترک جسکو حقیقت انسانی کہئے منور بالعرض سو اس حرکت علم مین جب نور مطلق
اول آیا اور حقیقت مذکورہ دوسری بار تو درصورتیکہ مقصود بالعلم وہ حقائق ہی ہون
اور طالب علم خود صاحب حقیقت تو یون کہنا پڑیگا کہ موصوف بالذات ہمین موصوفات
بالعرض سی اونکی حقیقت کی نسبت بہی زیادہ قریب ہی کیونکہ قریب بعید کے دریافت کے
لئے کمی بیشی فاصلہ ضرور ہی اور فاصلہ کے کم ہونے کی یہہ علامت ہی کہ اودہر کو حرکت
کیجے تو زیادہ فاصلہ کی چیز سی پہلے آئے سو دیکہہ لیجے حرکت فکری مین اول دلیل آتی ہی
پہر مدلول اسلئے استدلال لمی مین باینوجہ کہ دلیل جو حقیقت مین علت ہوتی ہی اول علت
آئیگی اور مطلوب بعد مین اسصورت مین دلیل اعنی علت کو مطلوب سے بہ نسبت مطلوب کے بھی

زیادہ قرب ہوگا مگر یہہ قرب بہ نسبت معلول کے سوا علت اور کسیکو نصیب نہین کیونکہ اُس مین انفصال ہی گو اتصال ہو تو جہان یہہ قرب ہوگا ہی علیت معلولیت ہوگی اور وقت استدلال اگر خود معلول ہی اپنے ادراک کیطرف متوجہ ہوا ور مستدل باستدلال لمی ہو تو یہہ بات صاف روشن ہو جائیگی کہ طالب کی ذات سے اوسکی علت قریب ہی سو اگر مومنین کو اپنی حقیقت کا ادراک مطلوب ہوگا تو بے شک اول رسول اللہ صلعم اس حرکت فکری مین آئینگے پھر انکی حقیقت باقی رہی دلیل انی وہ حقیقت مین دلیل ہی نہین ہوتی بلکہ استدلال انی کے لئے ضرور ہی کہ اول استدلال لمی ہولی اگر آفتاب کو علت نور نہ سمجھین تو پھر نور سے وجود آفتاب پر استدلال ممکن نہین اور یہہ سمجھنا کہ یہہ علت ہی اور وہ معلول یہی استدلال لمی ہی استدلال لمی مین سوا اسکے اور کیا ہوتا ہی الغرض وجود ذہنی معلول بھی علت کی وجود ذہنی پر ایسی طرح موقوف ہی جیسی اسکا وجود خارجی اسکی وجود خارجی پر باقی استدلال انی مین علم تازہ نہین ہوتا علم سابق کا استحضار ہوتا ہی اور ظاہر ہے کہ علت اپنی معلول مین بہ نسبت اسکی حقیقت کے جو تعینات اور تشخصات مین اور منجملہ لواحق اور توابع اور محتاج فی التحقق اولی بالتصرف ہی علے ہذا القیاس معلول کو اگر قابل محبت ہی جو محبت اپنی علت سی ہوگی جو اوسکی اصل ہے اور اسیکا پرتوہ اوسمین ہی چنانچہ مثال نور آفتاب سے ظاہر ہی وہ محبت تعینات سے کاہیکو ہوگی جو لواحق ہین اور باہم اتفاقی ملاقات ہوگئی ہی اسصورتمین علت کو بہ نسبت اوسکے معلول کے اگر احب الیہ من نفسہ کہا جای تو بجا ہی غرض اولے بمعنی اقرب ان دونون معنون کو مستلزم ہی اور یہہ دونون اوسکی منافی نہین بلکہ اوسکے تحقق پر ایسی طرح دال ہین جیسی نور آفتاب طلوع آفتاب پر دلالت کرتا ہی سو جیسی طلوع آفتاب وجود نور پر مقدم ہی ایسی ہی تحقق اولویت بمعنی اقربیت تحقق اولویت بالتصرف اور

لویت بمعنی اصیت پر مقدم ہوگی غرض اقربیت مذکورہ کا مابین رسول اللہ صلعم امتہ
مرحومہ ہونا باینطور کہ آپ اقرب الی الامۃ المرحومۃ من انفسہم ہون ضرور ہی اور یہی بیچ
اسکے متصور نہین کہ آپ علت ہون اور امت مرحومہ اعنی مومنین معلول اور ظاہر ہی کہ معلول
مین جو کچھ ہوتا ہی فیض علت اور عطار علت ہوتا ہی اسلئی اوسکی لئے صیغہ مفعول
تجویز کیا گیا اسصورتمین علت مین ضرور ہی کہ وہ فیض ذاتی ہو ورنہ وہان بہی عرضی ہو
توکوئی اور ہی مفیض حقیقی ہوگا کیونکہ یہہ تو ہو ہی نہین سکتا کہ وصف عرضی خود بخود
ہو جاوی کوئی موصوف بالذات ضرور ہی سو وہی ہمارے نزدیک علت اصلی ہی الغرض لفظ
رسول اللہ جو مترادف نبی اللہ یا متضمن معنی نبی اللہ کو ہی جب صغری بنائیے تو بوجہ اجتماع
شرائط ضروریہ جو شکل اول مین ہونی چاہئین یہہ نتیجہ نکلیگا کہ محمد اولے بالمومنین
من انفسہم اور یہہ بات اسبات کو مستلزم ہی کہ وصف ایمانی آپ مین بالذات ہو اور
مومنین مین بالعرض آپ اس امر مین مومنین کے حق مین والد معنوی ہین یعنی اورون
کا ایمان آپکے ایمان سی پیدا ہوا ہی آپ کا ایمان اورون کے ایمان کی اصل ہے
اور ونکا ایمان آپکے ایمان کی نسل اس تقریر پر وجہ عطف مذکور اور اسقدر اک مسطور
خوب واضح ہو گئی اسلئی اسمضمون کو یہین ختم کرتا ہون اگرچہ خوبی مزید توضیح بات کو
مقتضی تھی کہ مثل علم ایمان کا ایک وصف فطری ہونا اور یہہ بات کہ ایمان کمالات نبی مین
سے ہی پر علم پر موقوف اور نبوت کمالات علمی مین سی ہی پر عمل کو مستلزم اور نیز یہہ
امر کہ انبیا کس بات مین آپ کے ساتھہ علاقہ مولودیت رکھتے ہین اور امت کس باتمین
اور پہر کیون لفظ مشیر تولد مومنین کو لفظ مشیر تولد انبیا سی مقدم رکھا یہہ باتین بیان
کرتا اور حسب فہم موجہ کر جاتا پر باندیشہ تطویل قدر ضرورت پر اکتفا کرکے عرض پرداز

کیون کہ اطلاق خاتم اسبات کا مقتضی ہی کہ تمام انبیا کا سلسلہ نبوت آپ پر ختم
ہوتا ہی جیسی انبیا گذشتہ کا وصف نبوت مین حسب تقریر مسطور اس لفظ سی آپ کی
طرف محتاج ہونا ثابت ہوتا ہی اور آپ کا اس وصف مین کسیکی طرف محتاج ہونا
اسمین انبیا گذشتہ ہون یا کوئی اور اسیطرح اگر فرض کیجی آپکے زمانہ مین بھی اس زمین
مین یا کسی اور زمین مین یا آسمان مین کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت مین آپ
ہی کا محتاج ہوگا اور اوسکا سلسلہ نبوت بہر طور آپ پر مختتم ہوگا اور کیون نہو
عمل کا سلسلہ علم پر ختم ہوتا ہی جب علم ممکن للبشر ہی ختم ہولیا تو پہر سلسلہ علم و عمل کیا
چلے غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو مین نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیا گذشتہ
ہی کی نسبت خاص نہوگا بلکہ اگر بالفرض آپکے زمانہ مین بھی کہین اور کوئی نبی ہو جب بھی
آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہی مگر جیسی اطلاق خاتم النبیین اسبات کو مقتضی
ہی کہ اس لفظ مین کچہہ تاویل نکیجے اور علی العموم تمام انبیا کا خاتم کہیے اسیطرح اطلاق
لفظ مثلہن جو آیہ اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن یتنزل الامر
بینہن مین واقع ہی اسبات کو مقتضی ہی کہ سوا تباین ذاتی ارض و سما جو لفظ سموات
اور ارض سی مفہوم ہی اور ان دونو لفظون کا ذکر کرنا اسبات مین مستغنی
استثنا ہی اور نیز علاوہ اس تباین کے جسکے سبب اختلاف لوازم ذاتی یا اختلاف متنافیات
ذاتی خواہ منجملہ لوازم وجود ہون یا مفارق بین السماء والارض متصور ہی اور بالالتزام
مستثنی ہی بجمیع الوجوہ بین السماء والارض مماثلت ہونی چاہیے سو اوسمین سے
مماثلت فی العدد اور مماثلت فی البعد اور فوق و تحت ہونے مین مماثلت تو اوسی
حدیث مرفوع سی معلوم ہوتی ہی جس سے تحقق سبع ارضین معلوم ہوا ہی اور مماثلت

مشکوۃ نے بحوالہ امام ترمذی اور امام احمد باب بدء الخلق مین اسکو ذکر کیا ہی اور ترمذی نے
کتاب التفسیر مین سورہ حدید کی تفسیر مین روایت کیا ہی وہ حدیث یہہ ہی وعن ابی ہریرۃ قال بینا نبی اللہ صلعم
جالس و اصحابہ اذ اتی علیہم سحاب فقال نبی اللہ صلعم ہل تدرون ما ہذا قالوا اللہ و رسولہ اعلم
قال ہذہ العنان ہذہ روایا الارض یسوقہا اللہ الی قوم لا یشکرونہ ولا یدعونہ ثم قال ہل تدرون ما فوقکم
قالوا اللہ و رسولہ اعلم قال فانہا الرقیع سقف محفوظ وموج مکفوف ثم قال ہل تدرون
ما بینکم وبینہا قالوا اللہ و رسولہ اعلم قال بینکم وبینہا خمسمائۃ عام ثم قال ہل تدرون
ما فوق ذلک قالوا اللہ و رسولہ اعلم قال سماءان بعد ما بینہما خمسمائۃ سنۃ ثم قال کذلک
حتی عد سبع سموات ما بین کل سماءین ما بین السماء والارض ثم قال ہل تدرون ما فوق ذلک
قالوا اللہ و رسولہ اعلم قال ان فوق ذلک العرش وبینہ وبین السماء بعد ما بین السمائین
ثم قال ہل تدرون ما الذی تحتکم قالوا اللہ و رسولہ اعلم قال انہا الارض ثم قال ہل تدرون
ما تحت ذلک قالوا اللہ و رسولہ اعلم قال ان تحتہا ارضا اخری بینہما مسیرۃ خمسمائۃ سنۃ
حتی عد سبع ارضین بین کل ارضین مسیرۃ خمسمائۃ سنۃ ثم قال والذی نفس محمد بیدہ
لو انکم دلیتم بحبل الی الارض السفلی لہبط علی اللہ ثم قرأ ہو الاول والآخر والظاہر
والباطن وہو بکل شیء علیم رواہ احمد والترمذی انتہی اس حدیث سے علاوہ اسکے کہ زمین [illegible]
مین اوپر ہی سات زمینون کا ہونا اور وہ بھی نیچے اوپر ہونا اور ہر ایک زمین سے دوسری
زمین تک ساتون زمینون مین پانچ پانچ سو برس کی راہ کا فاصلہ ہونا تصریح ثابت ہے
غرض یہہ تینون مماثلتین تو اسی حدیث سے تصریح معلوم ہو گئی جسکے معلوم ہونے سے یہہ خیال
کہ بعد منہائی تباین مذکور کے اور سب باتون مین بشہادت اطلاق وعموم کلام ربانی مماثلت
مراد ہی اور بھی قوی ہو گیا اور کیون نہ ہو اول تو مثلہن بھی اسی کلام اللہ مین جسمین لفظ

خاتم النبیین جسکی اطلاق اور نبیین کی عموم کے باعث کسی نے آجتک ائمہ دین مین سے
اِسمین کسی قسم کی تاویل یا تخصیص کا کرنا جائز نہ سمجھا توراۃ و انجیل یا کسی پنڈت کی
پوتھی مین نہین جو احتمال تحریف و افترا ہو پہر تسپر حدیث مذکور اسقدر مصدق خیال مذکور علاوہ
برین مقابل کعبہ ارض آسمان مین بیت معمور کا ہونا اور پہر باین نظر کہ مقابل کعبہ اوپر کہین تک جاؤ
اور نیچے تحت الثری تک تو کعبہ ہی ہے خیال مماثلت کو اور دوچند مستحکم کر دیتا ہے باینہمہ
اطلاق مماثلت مین مزید رفعت مراتب نبوی صلعم ہے یہانتک کہ اگر اطلاق مذکور کو تسلیم نکیجے تو
رسول اللہ صلعم کی عظمت اور رفعت کے ساتھ حضو مین کسی کل ایک ہی باقی رہجاے اور جہہ حقیقی
عظمت کم ہو جاے چنانچہ انشاء اللہ قریب ہی یہہ معما حل ہوا چاہتا ہے خیر اصل مطلب یہہ ہے جب یہہ
بات ثابت ہوئی کہ سات آسمان ہین اور وہ بھی اوپر نیچے کیف ما اتفق دائین بائین آگے پیچھے
واقع نہین اور پھر اُنمین پانچ پانچ سو برس کا فاصلہ نکلا اور اسیطرح زمینونکا حال ہوا تو یہہ
بھی یقینی سمجھنا چاہیے کہ جیسے ساتون آسمانون مین آبادی ہے اور پھر اوپر کے آسمان والے
نیچے کے آسمان والون پر حاکم ایسے ہی ساتون زمینین بھی آباد ہونگی اور اوپر کی زمین والے
نیچے کی زمین والون پر حاکم ہونگے دلیل حکومت اہل سموات فوقانی اول تو یہہ حدیث ترمذی کی
ہے قال الترمذی فی ابواب التفسیر فی تفسیر سورۃ سبا حدثنا نصر بن علی الجهضمی ثنا عبد الاعلی
ثنا معمر عن الزہری عن علی بن حسین عن ابن عباس قال بینما رسول اللہ صلعم جالس فی نفر من
اصحابہ اذ رمی بنجم فاستنار فقال رسول اللہ صلعم ما کنتم تقولون لمثل ہذا فی الجاہلیۃ اذا رأیتموہ
قالوا کنا نقول یموت عظیم او یولد عظیم فقال رسول اللہ صلعم فانہ لا یرمی بہ لموت احد ولا
لحیوتہ ولکن ربنا تبارک اسمہ وتعالی اذا قضی امرا سبح حملۃ العرش ثم سبح اہل السماء الذین یلونہم
ثم الذین یلونہم حتی یبلغ التسبیح الی ہذہ السماء ثم سال اہل السماء السادسۃ اہل السماء السابعۃ

اذا قال ربکم قال فیخبرونہم ثم یستخبر اہل السماء حتی یبلغ الخبر اہل السماء
الدنیا وتخطف الشیاطین السمع فیرمون فیقذفونہ الی اولیائہم فما جاؤا بہ علی
وجہہ فہو حق ولکنہم یحرفونہ ویزیدون ہذا حدیث حسن صحیح اس مضمون سے
صاف ظاہر ہے کہ حکم خداوندی ملائکہ کی نسبت جو کچھہ ہوتا ہے وہ اس ترتیب سے نیچے
پونہچتا ہے سو یہہ بات بعینہ ایسی ہی ہے جیسی حکم بادشاہی جو کچھہ ملازمان ماتحت کی نسبت
ہوتا ہے اون سے اوپر کے ملازمون کیواسطے اُن تک پونہچتا ہے چنانچہ سب کو معلوم ہے اور
نیز مقتضای حدیث دیگر بھی یہی ہے جو شاہ عبد العزیز صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے
تفسیر عزیزی سورہ بقر مین بذیل تفسیر آیہ ثم استوی الی السماء فسوٰہن سبع سمٰوات
روایت کی ہے چنانچہ فرماتے ہین و ابن المنذر از ابن عباس روایت کردہ است کہ
سید السموات السماء التی فیہ العرش وسید الارضین التی انتم علیہا اھ
حدیث سے ایک تو مماثلت زائدہ معلوم ہوئی یعنی جیسی وہان اوپر کا آسمان افضل ہے
کیونکہ عرش اوسمین ہے یعنے اُس سے متصل ہے یہان اوپر کی زمین یعنی یہہ زمین افضل
ہے دوسری بدلالت التزامی یہہ ثابت ہوا کہ اوپر کے آسمان والے نیچے والون پر
حاکم ہون کیونکہ افضلیت سموات ظاہر ہے کہ باعتبار افضلیت سکان ہے سو نوع
واحد مین افضلیت اسبات کو مقتضی ہے کہ فرد افضل و اکمل موصوف بالذات ہو کیونکہ
موصوف بالذات کی طرف سے تو نوع واحد مین تفاوت افراد ممکن نہین اسلئے کہ وہ ایک
ہوتا ہے اور جہان دو نظر آتے ہین باین نظر کہ نوع واحد مین تعدد ترکیب کو مقتضی ہے تاکہ
اتحاد امر مشترک کیطرف راجع ہو اور تباین امور متباینہ کیطرف پھر انجام کار وحدت
لازم آجاتی ہے اسصورت مین لاجرم یہہ اختلاف و تفاوت معروض اور قابل کیطرف سے

ہوگا کیونکہ حوادث مین جتنے اختلاف ہین وہ انہین دو کیطرف یا انکی قسمات کیطرف جیسی
آلات وشرائط ہین منسوب ہوتی ہین بوجہ تنگی مقام زیادہ شرح سی معذور ہون با ایسہ اہل
فہم کیواسطی یہہ مضامین معروض ہوتی ہین اور انکو اتنا بھی کافی ہی الغرض یہہ اختلاف وتفاوت
معروضات کیجانب ہوگا مگر ظاہر ہے کہ اس صورت مین فرد اکمل وہ واسطہ فی العروض ہوگا جو
اپنی معروضات کے حق مین موصوف بالذات ہوتا ہی اگرچہ کسی اور کی نسبت وہ بھی معروض ہو
جیسی آئینہ وقت نور افشانی در و دیوار اگر در و دیوار کی نسبت واسطہ فی العروض اور موصوف
بالذات ہی تو آفتاب کی نسبت خود معروض ہی سو ایسی ہی امور مبحوث عنہا مین سمجھیی دوسرے
بحکم عدل افضلیت بالفرد سببات کو مقتضی ہی کہ جو افضل ہو وہ باقیون پر حاکم ہو علاوہ برین
حسن انتظام خداوندی جو ہر نوع مین نمایان ہی اسبات کو مقتضی ہی کہ جیسی افراد کا سلسلہ
نوع پر اور انواع کا سلسلہ جنس پر ختم ہوتا ہی اور اسوجہ سی جنس کے احکام و آثار انواع مین اور انواع
کے احکام و آثار افراد مین جاری و ساری ہین یہہ استقلال جو ہر فرد ذوی العقول مین گونہ
نمایان ہی اور اسوجہ سی وہ انتظام جو انکے متحد ہو جانے اور انکے اجتماع پر موقوف
ہی باطل ہو جاتا ہی کسی ایک آدمی کے متعلق کرکے اسکو مستقل اعظم قرار دیا جاے جسکے
سا[illegible] استقلال افرادی والے محتاج نظر آئین سو اسیکا نام حکومت ہی بلکہ وجہ
تکثر افراد کی غور سی کیجاے تو وہ عروض ہی کیونکہ اگر کلی کو معروضات کے ساتھ عروض
نہو تو یہہ تعدد افراد ہرگز ظاہر نہو اور اسصورت مین مناسب یون ہی کہ موصوف بالذات معروض
پر بشرطیکہ قابلیت حکومت و محکومیت رکھتی ہون حاکم ہو تاکہ متبوعیت باطنی در صورت متبوعیت
ظاہری منجملہ وضع الشی فی محلہ سمجھی جاے پہر یہہ فوقیت و تحتیت باوجود اتحاد نوعی بحکم
دانا[illegible] وحکمت اسبات کو مقتضی ہی کہ جیسی فرد تنزل نوعی اور نوع تنزل جنسی ہوتا ہی

اسیطرح ارواح ملائکہ سافل تنزل ارواح ملائکہ عالی ہوں تو بہت مناسب ہی تاکہ بیچ تکثر افراد
فوقیت و تحتیت دونوں صحیح ہوں اسلئی کہ تنزل مرتبہ بھی مثل تکثر بجز عروض ممکن نہیں چنانچہ
افراد کی تنزل نوعی ہونے سی اور انواع کے تنزل جنسی ہونے سی یہہ بات ظاہر ہی کہ تنزل و
تکثر متلازم ہیں اور عروض پر موقوف اور عروض کا قصہ آپ سن ہی چکے ہیں کہ موصوف
بالذات موصوف بالعرض پر جیسے باعتبار ظہور و نفوذ احکام بمعنی اثار حاکم ہوتا ہی ایسے ہی
باعتبار حکومت بھی حاکم ہونا چاہیئے اسصورت مین کیفیت حال یہہ ہوگی کہ ارواح سافلہ جو
مرتبہ تکثر مین پیدا ہوئی ہین اور درجہ مین بھی نیچے ہین ارواح صغیرہ و حقیرہ ہوں اور ارواح
عالیہ جو درجہ مین عالی اور وحدت اور مبدا کی جانب ہین ارواح عظیمہ و کبیرہ ہوں غرض
جب مجموعہ حصص کو لیجئے تو ایک روح اعظم مثل اب النوع ہو اور جدی جدی حصے کر لیجے تو
روح صغیرہ پیدا ہو سو جب مرتبہ صغیر مین روحانیت ہی چنانچہ افراد کے ملاحظہ سی ظاہر ہی
تو مرتبہ عظمت مین روحانیت کیون نہوگی کیونکہ وصف ذاتی حالت اجتماع حصص مین تو اور
بھی زیادہ قوی ہوتا ہی سو یہہ اجتماع حصص اگر ہوتا ہی تو موصوف بالذات ہی مین ہوتا ہی
معروض مین نہین ہوتا کسی صحن مین پورا نور نہین البتہ آفتاب مین سب حصے فراہم ہین اسلئی مراتب
فوقانی مین ارواح عظیمہ ہونگی اور مراتب تحتانی مین ارواح صغیرہ اور اسر ... و
تحت خارجی و ظاہری بھی ملحوظ رہنا چاہیئے تاکہ ظاہر و باطن متناسب رہین بالجملہ وحدت تو
بلکثرا افرادہی اور پہر فرق فوق و تحت باعتبار قانون عدل و حکمت اگر درست ہو سکتا ہی تو
یون ہو سکتا ہی جس طرح سے عرض کیا کہ ارواح عالیہ ارواح سافلہ کے لئی موصوف بالذات
ہوں اور افضلترین ملائکہ فلک ہفتم کوئی ایک ملک ہو جسکی روح منبع ارواح ملائکہ باقیہ فلک
ہفتم بھی ہو اور منبع روح فرد افضلترین ملائکہ فلک ششم بھی ہو کہ پہر اوسکی روح منبع ارواح

باقیہ فلک ششم اور فرد اکمل ملائکہ فلک پنجم علیٰ ہذا القیاس اور فرد اکمل ملائکہ فلک ہفتم کا ایلا کہ
باقیہ فلک ہفتم کے لئے بھی منبع ہونا اور فرد اکمل ملائکہ فلک ششم کے لئے بھی منبع ہونا اور
پھر اوپر نکا اوپر ہونا اور فقط تابع ہونا اور اسکا نیچے ہونا اور متبوع و منبع ملائکہ باقیہ فلک ششم
بھی ہونا ایسا ہو جیسے آفتاب کا بنسبت آئینہ واقعہ فی الصحن اور بنسبت دہوپ سقف منبع
ہونا ظاہر ہے کہ دہوپ اوپر ہی مگر چونکہ منبع النور نہین فقط تابع ہی ہی متبوع نہین اور آئینہ
منور باین نظر کہ درو دیوار کے حق مین منبع النور بھی ہوگیا ہی تو اونکے حق مین متبوع بھی
ہے مگر بھی صورت اسوقت باہم زمینون کی بھی ہوگی ساتون کی ساتون آباد بھی ہونگی اور اوپر
کی زمین کی فرد اکمل اعنے محمد رسول اللہ صلعم کی روح پاک جیسے ارواح انبیاء و مومنین کے
لئے منبع ہوگی ایسی ہی فرد اکمل زمین ثانی کے لئے بھی منبع ہوگی اور اوسکی روح پاک باقی
اُس زمین کے سکان کے لئے بھی منبع ہوگی اور فرد اکمل زمین سوم کے لئے بھی منبع ہوگی
علیٰ ہذا القیاس نیچے کی زمین تک خیال کرلو اور اس تقریر سے یہہ وہم بھی مرتفع ہوگیا کہ
یہان کا ہر ہر فرد حاکم و متبوع ہو اور اراضی ماتحت کے افراد مقابلہ و مناظرہ اپنے اپنے
نظائر کے تابع بلکہ فقط فرد اکمل کا متبوع ہونا اور ارض سافل کے فرد اکمل کا اُس زمین کے
اول تابع ہونا اور اوس کے سبب افراد باقیہ کا تابع ہونا سمجھا جاتا
ہے مثال مطلوب ہے تو اول آفتاب اور آئینہ کے حال پر غور کیجئے اوپر کی دہوپین
اُن دہوپون کی اصل نہین جو آئینہ صحن سے پیدا ہوئی ہین دوسری دیکھئے لاٹ لفٹنٹ پر
مثلاً حاکم پر اوسکی اردلی کے لوگ اسکی اردلی کے حاکم نہین البتہ لاٹ بواسطہ لفٹنٹ اونپر
بھی حاکم ہے جیسے آفتاب بواسطہ آئینہ نیچے کی دہوپون کا بھی مخدوم تھا اس تقدیر پر نیچے
کی زمین سے سلسلہ نبوت شروع ہوگا اور رسول اللہ صلعم کے اوپر وہ سلسلہ ختم ہوگا

جیسے یہان کی نبوت کا سلسلہ بھی آپ ہی پر ختم پاتا ہی اتنا فرق ہی کہ یہان انبیاء باقیہ
مین باہم نسبت حکومت و محکومی محض باشارۂ عقلی نہین نکال سکتی اور نیچی کی زمین سے جو
سلسلہ شروع ہوا ہی اوسمین باشارۂ عقلی ہم کہہ سکتی ہین کہ دوسری زمین والی تیسری
زمین والونپر حاکم ہین اور تیسری زمین والے چوتھی زمین والونپر علے ہذا القیاس سو اس فرق
کی تصحیح اگر مثال سے منظور ہی تو سنئیے کہ بادشاہ کو لاٹ پر اور لاٹ کو لفٹنٹ پر حاکم تو فقط
اتنی ہی بات کے بھروسے کہہ سکتی ہین کہ ہمکو ان مراتب کا باہم فوق و تحت ہونا معلوم ہے
پر لاٹ یا لفٹنٹ کے محکمہ اور عملہ مین یہہ حکم برابر جاری نہین کر سکتے غرض ایک سلسلہ
نبوت تو فوق و تحت مین واقع ہی اور باعتبار فرق مراتب مکانی اوسکے فرق مراتب کیطرف
اشارہ کیا گیا ہی اور ایک سلسلہ نبوت ماضی و مستقبل مین واقع ہی اور باعتبار فرق مراتب
زمانی اوسکی فرق مراتب کیطرف اطلاع کی گئی شرح اسکی یہہ ہے کہ اہل فہم پر روشن ہی کہ
زمانہ ایک حرکت ارادۂ خداوندی ہی اور یہی وجہ ہی کہ محققین صوفیہ کرام علیہم الرحمۃ
تجدد امثال کے قائل ہوئی کیونکہ حرکت مین مقولہ حرکت کا ایک فرد ہر آن مین جدا متحرک
کو عارض ہوتا ہی والعاقل تکفیہ الاشارۃ اور یہی وجہ ہی کہ زمانہ مقدار حرکت ہی کیونکہ
مقدار ہونے کے لئے تماثل اور تجانس ضرور ہی خط کے لئے مقدار خط ہی ہوس[illegible] اور
سطح کے لئے مقدار سطح اور جسم کے لئے مقدار جسم یعنے وہ چیز جس سے کمی بیشی مساوات
معلوم ہو وہ ہم جنس ہی ہوتی ہی یہی وجہ ہی کہ خط کو سطح سے نہین ناپ سکتے اور اگر ناپ
بھی لیتے ہین تو اوسکی ایک بعد سے جو از قسم خط ہی ہوتا ہی علے ہذا القیاس اگر جسم کو
سطح یا خط سے ناپین تو اوسکو بھی ایسا ہی سمجھو بہر حال زمانہ ایک [illegible] حرکت ارادہ
خداوندی ہی اگر اندیشہ تطویل نہوتا تو انشاء اللہ اس بحث کو وہ انکشاف کر دکھاتا کہ

کیا کیجو ذکر استطرادی تھوڑی ضرورت ہی نزیبا ہو زیادہ نازیبا ہی تسپر اہل فہم سی یہہ امید ہی
کہ فقط اشارہ ہی انکو کافی ہو مگر درصورتیکہ زمانہ کو حرکت کہا جاوی تو اوسکے لئے
کوئی مقصود بھی ہوگا جسکے آنے پر حرکت منتہی ہوجا ہی سو حرکت سلسلہ نبوت کے لئے
آخر نقطہ ذات محمدی صلعم منتہی ہے اور یہہ نقطہ اس ساق زمانی اور اس ساق مکانی کے لئے
ایسا ہی جیسی نقطہ راس زاویہ تاکہ اشارہ شناسان حقیقت کو یہہ معلوم ہو کہ آپکی نبوت کون
و مکان و زمین و زمان کو شامل ہے رہا یہہ شبہہ کہ زمانہ تو بعد ختم نبوت بہی باقی ہے اگر
حقیقت زمانہ حرکت مذکورہ ہی تو لازم آتا ہی کہ مقصود تک ابہی نہین پونہچی اور رسول اللہ صلعم
افضل البشر نہوین کیونکہ مقصود و مطلوب نہین ہو منتہاء حرکت مذکورہ ہوگا وہی افضل ہوگا
سو یہہ شبہہ قابل اسکے نہین کہ اہل فہم کو موجب تردد ہو مگر باینہمہ دفع خلجان کے لئے یہہ
معروض ہی کہ ہر حادث زمانی کے لئے ایک عمر ہی کہ جسکی وجہ سی محققان صوفیہ کرام ہر حادث
مین قائل تجدد امثال ہوئی کیونکہ زمانہ ایک حرکت ہی چنانچہ اسکا متجدد و غیر قار الذات ہونا
بھی اسکی مؤید ہی اسصورت مین مسافات متعدد ہوئین اور حرکات متعدد منجملہ حرکت سلسلہ
نبوت بھی تھی سو بوجہ حصول مقصود اعظم ذات محمدی صلعم وہ حرکت مبدل بسکون ہوگئی
البتہ اور حرکتین ابہی باقی ہین اور زمانہ آخر مین آپکے ظہور کی ایک یہہ بھی وجہ ہے
غرض باعتبار زمانہ اگر شرف ہی تو مستقبل مین ہی کہ وہ طرف مقصود ہی نہ یہہ کہ زمانہ
مستقبل فی حد ذاتہ اشرف ہی اور باعتبار مکان جانب فوقانی تاکہ فوقیت مع اپنی دلالت
کرہی باقی یہہ فرق کہ بنی آدم کافر بھی ہوتے ہین اور ملائکہ کافر نہین ہوتے یا ملائکہ
تعداد مین زیادہ ہین اور بنی آدم کم سو اسکا جواب یہہ ہی کہ یہہ فرق اطلاق مماثلت مین
مؤثر نہین یہہ جو راقم سطور نے عرض کیا تہا کہ وہ تباین جو مقتضاء اختلاف ماہیت

ہر چند ارض و سما اور لوازم ماہیت ارض و سما یا مناسبات ماہیت ارض و سما یکسان ہون ہم طرز ادراک کے پیرایہ
تماثل دیکھنا چاہیئے سو جیسے عظمت سماوات اور صغر اجسام مشخصات و ماہیات ارض وہان مین
داخل ہے اور یہہ اختلاف اُس اختلاف مفہوم ہی مین آگیا ایسے ہی بوجہ تناسب اختلاف
مقادیر سکان بھی ضرور ہی بلکہ اسصورت مین اگر یہانکے سکان کو وہانکے سکان کے ساتھہ بھی
نسبت ہو جو یہانکی مقدار کو وہانکی مقدار کے ساتھہ ہر زمین کو اپنے مقابل کے ساتھہ
تو عجب نہین اور اسصورت مین ممکن ہی کہ ساتوین زمین مین بالشتیے ہون اور وہ زمین انمین مین
سے ایسی چھوٹی ہو جیسے ساتوین آسمان سے یہہ آسمان چھوٹا ہی اور اگر سموات سب برابر ہین تو زمینین
بھی سب برابر ہون رہا فرق اسلام و کفر بنا اس فرق کی اختلاف لوازم ذاتی اور اختلاف
مناسبات ذاتی پر ہی پر علم تناسب نہایت درجہ کا علم غامض ہی علم کامل تناسب تو خدا
ہی کو ہی سوا اوسکی انبیاء اور صدیقین کو جو حکماء بنی آدم اور مصداق وَمَن یُؤتَ الحِکمَۃَ
فَقَد اُوتِیَ خَیراً کَثِیراً ہوتے ہین کچھہ ہو تو پہر دیکھیے موافق آیۂ اَعطٰی کُلَّ شَیءٍ خَلقَہٗ اور نیز
بمقتضاء اسم حکیم و عدل فہیم جسکا ہونا خدا کی ذات پاک مین مثل توحید یقینی ہی یہہ ضرور ہی
کہ گیہون کو اُسکی مناسب برگ و بار اور جو کو اُس کی مناسب انگور کو اُسکی مناسب اور کہجور
کو اوسکے مناسب روح انسانی کو اوسکے مناسب بدن اور روح حماری کو حسب حال
لیکن قبل مشاہدہ علیات ہر نوع ایسا کوئی عاقل سمجھہ ہی نہین آتا کہ یہہ بتلا دے کہ گیہون کے ایسے
شاخ و برگ و بار ہونگے اور جو کے ایسے اور انسان کا ایسا بدن ہوگا اور حمار کا ایسا
غرض تناسب و مناسبت یقینی پر وجہ مناسبت و تناسب معلوم نہین علم الیقین عین الیقین
جب ہی کہ ہم اندہونکو وہ دیدۂ بصیرت عنایت ہو جس سے یہہ فرق ایسا نمایان ہو جائے جیسے اندہونکو
بعد بینا ہو جانے کے یہہ بات معلوم ہو جاتی ہی کہ لال ایسا ہی جیسے گوشت اور سبز ایسا ہی بر لال

کوٹ بہیتی ہی جیسا اسکی اور کوٹ زیبا ہو گی بالجملہ جس چیز کو خدا نے کسی چیز کے ساتھہ جوڑا ہی
یا مقابل مین رکہا خالی کسی تناسب سی نہین جب یہہ بات معلوم ہو گئی تو اب سنئے کہ تشبیہ نسبت
بنسبت جب ہی معلوم ہو سکتی ہی جب دو چیزون کا پہلے تناسب جدا معلوم ہو اور دو چیزونکا
جدا مثلا دو کو چار کے ساتھہ وہ نسبت ہی جو ہزار کو دو ہزار کے ساتھہ ظاہر ہی کہ اس تشابہ
نسبت کا یقین بطور عین الیقین یا حق الیقین جب ہی متصور ہی کہ دو اور چار کا تناصف بھی معلوم ہو
اور ہزار دو ہزار کا تناصف بہی معلوم ہو الغرض تشبیہ نسبت بنسبت وحدت نوع نسبت کو مقتضی ہی اور علم تشبیہ کو علم نوع مذکور
کو اور ظاہر ہی کہ وہ مماثلت جو لفظ مثلهن سی بین السموات والارضین مفہوم ہی تشبیہ نسبت ھی
جسکو تشبیہ مرکب کہئے تشبیہ مفرد بمفرد نہین ورنہ زمین کو آسمان سی کیا مناسبت اور کیا مشابہت
اور اگر ہو بھی کوئی مناسبت اور ظاہر ہی کہ کوئی نہین تو ہمین کیا آیۃ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ
وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ مین بالیقین تشبیہ نسبت ہی اسلئے کہ کم سی کم اگر نفس عددین مماثلت ہو گی تب
یہہ معنی ہونگے کہ اس مجموعہ کے اجزا کو باعتبار کم منفصل اس مجموعہ سی وہ نسبت ہی جو اس
مجموعہ کے اجزا کو اس مجموعہ کے اجزا سی اور اہل فہم جانتے ہین کہ یہہ تاویل نہین کہ دہینگا
دینگی تشبیہ مفرد کو مرکب بنا لینا ہے بلکہ یون کہئے کہ بتاویل مفرد بنا لیتے ہین وجہ اسکی یہہ
ہی کہ جز تاویل بہ مفرد ہو سکتا ہی پر مفرد مین تاویل جملہ ممکن نہین سو کیون نہین وجہ اسکی یہی
ہی کہ کثیر حقیقی کو تو بوسیلہ ہیئت اجتماعی واحد بنا سکتی ہین پر واحد حقیقی کو کسیطرح کثیر حقیقی
نہین بنا سکتے سو یہان دیکہہ لیجئے کہ کیا ہی واحد حقیقی ہی یا کثیر حقیقی نہ عددین وحدت ہو
نہ معدودین اور باعتبار ہیئت اجتماعی وحدت ہو بھی تو وہ مقصود بالذات بالارادۃ
نہین البتہ عنوان مشبہ بہ اور عنوان مشبہ کہئے ورنہ اول تو مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ بعد سَبْعَ
اگر مفید ہو فرماتے جسمین لفظ کم حذف کا معنی واضح ہو جاتے کنایہ سی بہر حال حضرت مین زیادہ وضاحت

ہوتی ہی باقی اِس لفظ مین کوئی اور خوبی زیادہ نہین مبالغہ فی عدم المثل مقصود نہین جیسا یون
ہی کہتی کہ الکنایۃ ابلغ من الصراحۃ سوا مماثلت فی الصفت کی تو کلام از قبیل المعنی فی بطن الشاعر
ہو جاوی ذات و صفات کی بحث نہین کہ الفاظ مستعمل مین سی سوا اِس لفظ کے ادا و معنی
مقصود مین کام دیوی ہان اگر مساوات فی المقادیر ہوتی تو البتہ یہہ محل اِس لفظ کے لئی بہت
عمدہ تھا دوسری یہہ تشبیہ نسبت اور علاوہ اسکی اور مناسبتین اور مماثلتین جو مذکور ہو چکین اِس طرح جیسی
ہرگز برابر راست نہ آتین بالجملہ یہان تشبیہ نسبت مقصود بالذات ہی اور ظاہر ہی کہ تشبیہ نسبت
مین مشابہت اور مناسبت طرفین علاوہ نسبت مذکورہ ہرگز ضرور نہین بلکہ ممکن ہی کہ غایت درجہ
کا بون بعید ہو یہی وجہ ہی کہ خدا تعالی اپنی اُن نسبتونکو جو مخلوق کے ساتھہ حاصل ہین اُن
نسبتونکے ساتھہ تشبیہ دیتا ہی جو مخلوق کو مخلوق کے ساتھہ ہوتی ہی مثلا فرماتے ہین
ضَرَبَ لَكُمْ مَثَلًا مِنْ أَنْفُسِكُمْ هَلْ لَكُمْ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ شُرَكَاءَ فِيمَا رَزَقْنَاكُمْ فَأَنْتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُمْ
كَخِيفَتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ یا فرماتے ہین اللّٰهُ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا
مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ
لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلَى نُورٍ علی ہذا القیاس اور
بہت جا تشبیہ نسبت مراد ہی تشبیہ مفرد نہین اور اِس صورتمین ہرگز کسی طرحکا تجوز ہی نہ کسی
طرحکی تاویل بلکہ جیسی دو روپیونکو چار روپیہ کے ساتھہ وہ نسبت ہی جو دو پہاڑونکو
چار پہاڑونکے ساتھہ یا ہزار جوتونکو دو ہزار جوتونکے ساتھہ یا لوگارثم کے سلسلہ کو
اپنی مقابل کے سلسلہ کے ساتھہ یا مجذورات اعداد مرتبہ من الواحد الی غیر النہایۃ
اعداد مرتبہ کے ساتھہ اور اِس تشبیہ مین باوجودیکہ طرفین نسبتین مین کچھہ مناسبت
ہی نہین ہرگز کچھہ مجاز نہین بلکہ تشبیہ اپنی معنے حقیقی پر ہی ایسی ہی طرح آیۃ اللہ الذی

مین خیال فرمائیو اسمین شبہہ نہین ہوسکتا ہی کہ ترکیبات روحانی اور جسمانی بنی آدم اور حیوانات ارضی وغیرہ کو ترکیبات روحانی وجسمانی ملائکہ افلاک کے ساتھہ ہی نسبت ہو جو زمین کو فلک کے ساتھہ اور یہہ فرق کفر و اسلام نیرنگی تراکیب مختلفہ سی پیدا ہوا ہو توضیح کی ضرورت ہی تو دیکھئے جیسے اجسام بنی آدم مین ترکیب عناصر ہوا اور اس ترکیب کو بوجہ مشاہدہ رطوبت و یبوست حرارت برودت خواص اربعہ عناصر اربعہ دریافت کیا ہی کیونکہ خاصہ کا وجود اپنے ملزوم اور مخصوص کیے وجود پر دلالت کرتا ہی ایسے ہی بوسیلہ جواہر اربعہ یون سمجھہ مین آتا ہی کہ ارواح بنی آدم مین بھی چار عنصر سے ترکیب ہوئی ہی وہ خواص اربعہ کیا ہین ایک تو مضمون استکبار تھوڑا بہت سب مین مشہود ہی دوسرا مضمون حرص تیسرا مضمون تاثر اور انفعال بھی قلیل کثیر سب مین ہی چوتھی استقلال علے ہذا القیاس غصہ اور سبک حرکتی اور نرمی اور کسل بھی سب مین نظر آتی ہے علے ہذا القیاس مضمون عصیان علے ہذا القیاس نسیان وخطا بھی سب مین موجود ہی یہہ بارہ چیزین جو مذکور ہوئین انمین جن چار کو تو آتش و باد و آب و خاک کے ساتھہ ایک مناسبت ہی اہل فہم خود سمجھہ لین گے باانیہمہ جیسے اختلاف مقادیر عناصر سے فرق حرارت و برودت و رطوبت و یبوست امزجہ بنی آدم پیدا ہوتا ہی ایسے ہی فرق مقادیر ملزومات خواص مذکورہ سے امزجہ روحانی مین عجیب عجیب ترکیبین ظاہر ہوتی ہین جنمین سے ایک مزاج کفر یا اسلام بھی ہی مگر باوجود مناسبت مذکورہ جو عناصر جسمانی اور عناصر روحانی مین مذکور ہوئی تراکیب روحانی مین تو کفر و اسلام حاصل ہوتا ہی پر تراکیب جسمانی مین حاصل نہین ہوتا سو اسیطرح اگر تناسب بین الملائکہ و بنی آدم ملحوظ رہی اور وہان فرق کفر و اسلام نمایان ہو وہان نہو تو کونسی ایسی محال یا دشوار بات ہی جسکی وجہ سے اطلاق مماثلت سماء و ارض مین متامل ہو جئے بالجملہ مماثلت بین السماء

والارض بجمیع الوجوہ ہو اور بوجہ فرق اقسام ملائکہ رحمت و ملائکہ عذاب و ملائکہ جنت و ملائکہ
دوزخ و ملائکہ متعینہ نفخ ارواح و ملائکہ متعینہ قبض ارواح اس تناسب کی تصحیح کے لئے
کافی ہو واللہ اعلم بحقیقۃ الحال جب ان اوہام کی مدافعت سے فراغت پائی تو مناسب یوں
ہے کہ پھر اصل مطلب کیطرف رجوع کیجئے ناظران اوراق جب یہ بات سمجھ گئے ہیں کہ
تشبیہ متضمن آیہ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ تشبیہ نسبت ہے تشبیہ مفرد
نہیں جو تساوی مقادیر اجرام و ما فیہا لازم آئے تو یہ بات بھی سمجھ میں آگئی ہوگی کہ
اگر بطور تشبیہ یوں کہا جائے کہ فرد اکمل فلک ہفتم کو افراد باقیہ فلک مذکور کے ساتھ وہ
نسبت ہے جو فرد اکمل فلک ششم کو اسکے افراد باقیہ کے ساتھ یا فرد اکمل زمین ہذا
یعنی خاتم النبیین صلعم کو فرد اکمل زمین دوم سے اسیطرح تشبیہ دیں اور مراد یہ ہو کہ آپکو
حضرت آدم حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے ساتھ
مثلا وہ نسبت ہے جو فرد اکمل زمین دوم کو حضرت آدم وغیرہم علیہم السلام کے مقابل کے
افراد زمین دوم کے ساتھ اور اسیطرح اور افلاک اور اراضی باقیہ میں سمجھو تو محبان
نبوی صلعم جو فہم خداداد بھی رکھتے ہیں متامل تو کیا ہونگے بر رضا و رغبت ایسے مضمونکو قبول
کریں گے کیونکہ قطع نظر اشارہ حسن انتظام خداوندی اور دلالت آیۃ اللّٰہ الذی خلق سبع
سمٰوٰت الخ اس صورت میں عظمت شان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کسقدر ہے اگر ہفت زمین کو بطور
مذکور بترتیب فوق و تحت نمانیے تو پھر عظمت شان محمدی نسبت اسقدر عظمت کے جو درصورت
تسلیم اراضی ہفت گانہ بطور مذکور لازم آتی تھی چھہ گنی کم ہو جائیگی ظاہر ہے کہ بادشاہ
ہفت اقلیم کو اگر کوئی نادان فقط ایسی اقلیم کا بادشاہ سمجھے جسمیں وہ رونق افروز ہے
تو یوں کہو اسکی عظمت کے چھہ حصے گھٹا دیئے فقط ایک ہی پر قناعت کی غرض خاتم ہو

ہی ایک امر اضافی ہو جسمی مضاف الیہ متحقق نہیں ہو سکتا جو جسقدر اسکی مضافات الیہ ہونگے
اوسیقدر خاتمیت کو افزایش ہوگی جیسی بادشاہت ایک امر اضافی ہی محکوموں اور رعیت
کی افزایش پر اوسکی ترقی اور عظمت موقوف ہی مگر ان کم فہمان نے آجکل کی نوابوں کو دیکھکر دہوکا
کھائی اور کہہی کہ جیسے آجکل کے نواب نرے ملک نواب ہین ایسی ہی آنحضرت صلعم کی خاتمیت
اور انبیاء کی محتاج نہین جو اوسکی ترقی اور افزایش کے لئی نبیوں کی تکثیر کی ضرورت ہو بالجملہ
کوئی نادان یا کوئی منافق ایسی باتوں کی تسلیم مین متامل ہو تو ہوا اہل فہم اور اہل محبت کو
تو تامل نہین ہو سکتا ہان بوجہ عدم ثبوت قطعی نہ کسیکو تکلیف عقیدہ دیسکتے ہین نہ کسیکو
بوجہ انکار کافر کہہ سکتے ہین کیونکہ اس قسم کے استنباطات حق مین مفید یقین نہین ہو سکتے احتمال خطا
باقی رہتا ہی البتہ تصریحات قطعی الثبوت ہوں تو پہر تکلیف مذکور اور تکفیر مسطور دونوں بجا سو یہان
ایسی تصریحات درجہ قطعیت کو نہین پونہچی یعنی نہ کلام اللہ مین ایسی تصریح ہی نہ کسی حدیث
متواتر مین البتہ حضرت عبد اللہ بن عباس رض سے ایک اثر منقول ہی جو درجہ تواتر تک نہین
پونہچا نہ اوسکی مضمون پر اجماع منعقد ہوا اسلئی تکلیف اعتقاد اور تکفیر منکران تو مناسب
نہین پر ایسی آثار کا انکار خصوصاً جبکہ اشارت کلام ربانی بہی اوسیطرف ہو خالی ابتداع
سے نہین ایسی باتوں کا منکر پورا اہل سنت وجماعت تو نہین کیونکہ ائمہ حدیث نے اسکی
تصحیح کی ہی اور جنہوں نے اسکو شاذ کہا ہی جیسے امام بیہقی تو اونہوں نے صحیح کہکر شاذ کہا ہی اور
اصطلاح میں شاذ کہنا مطاعن حدیث مین سے نہین سمجہا جاتا کما قال السید الشریف فی رسالتہ
فی اصول الحدیث قال الشافعی الشاذ ما رواہ الثقۃ مخالفا لما رواہ الناس قال ابن
الصلاح فیہ تفصیل فما خالف مفردہ احفظ منہ واضبط فشاذ مردود وان لم یخالف وہو
عدل ضابط فصحیح وان رواہ غیر ضابط لکن لا یبعد عن درجۃ الضابط فحسن وان بعد فمنکر

اِس سے صاف ظاہر ہے کہ شاذ کے دو معنی ہیں ایک تو یہہ کہ روایۃ ثقہ مخالف روایت ثقات ہو دوسری یہہ کہ اُسکا راوی فقط ایک ہی ثقہ ہو سو باینمعنی اخیر منجملہ اقسام صحیح ہو نہ ضد صحیح چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی فرماتے ہین قال الشیخ عبدالحق المحدث الدہلوی فی رسالۃ اصول الحدیث التی طبعہا مولانا احمد علی فی اول المشکوٰۃ المطبوعۃ بعض الناس یُفسِّر ون الشاذ بمفرد الراوی من غیر اعتبار مخالفۃ الثقات کما سبق ویقولون صحیح شاذ وصحیح غیر شاذ فالشذوذ بہذا المعنی ایضًا لاینافی الصحۃ کالغرابۃ والذی یذکر فی مقام الطعن ہو مخالف الثقات انتہی یہہ عبارت بعینہ وہی کہتی ہی جو مین نے عرض کیا سو لفظ شاذ سے کوی صاحب دہوکا نکہائین اور یہہ نہ سمجہین کہ جب اثر مذکور شاذ ہوا تو صحیح کیونکر ہو سکتا ہی وہ شذوذ جو قادح صحت ہی بمعنی مخالفت ثقات ہی چنانچہ سید شریف ہی رسالہ مذکور مین تعریف صحیح مین یہہ فرماتے ہین ہو ما اتصل سندہ بنقل العدل الضابط عن مثلہ وسلم عن شذوذ وعلۃ ونعنی بالمتصل ما لم یکن مقطوعًا بای وجہ کان و بالعدل من لم یکن مستورًا لعدالۃ ولا مجروحًا و بالضابط من یکون حافظًا متیقظًا و بالشذوذ ما یرویہ الثقۃ مخالفًا لما یرویہ الناس و بالعلۃ ما فیہ اسباب خفیۃ غامضۃ قادحۃ اس تقریر سے اہل علم پر روشن ہو گیا ہو گا کہ شذوذ بمعنی مخالفت ثقات وارد نہین کیونکہ شذوذ بمعنی مخالفت ثقات صحت کے لئے مضاد ہی جو حدیث باینمعنی شاذ ہی وہ صحیح نہین ہو سکتی باینہمہ مخالفت وعدم مخالفت کا عقدہ بہی تقریر گذشتہ سے کہل گیا اگر اثر حضرت عبداللہ بن عباس مخالف تہا تو جملہ خاتم النبیین کے مخالف تہا یا اُن احادیث کے معارض تہا جو مبین و مفسر معنی خاتم النبیین ہین سو بعد مطالعہ تقریر گذشتہ اہل فہم کو تو انشاء اللہ کچہہ تردد نہ رہیگا کہ اثر مذکور حد ید...

حیثیت بمعنی خاتم النبیین ہی ہو منافی نہیں بلکہ اثر مذکور کا غلط ہونا البتہ ثبوت خاتمیت
میں بہت قادح ہی اور کیوں نہو در صورت انکار اثر معلوم خاتمیت کے سات حصوں
میں سے ایک ہی حصہ باقی رہجاتا ہی اسصورت میں مدعیان محبت نبوی ہیں ہمکو بہت توقع ہی کہ
جیسا اس اثر کا انکار کرتے تھے اب اتنا ہی اقرار کریں بلکہ اس سے بھی بڑھکر انکار میں تو
تکذیب رسول اللہ صلعم کا کھٹکا بھی تھا اقرار میں تو کچھہ اندیشہ ہی نہیں بلکہ سات
زمینوں کی جگہہ اگر لاکھہ دو لاکھہ اوپر نیچے اسیطرح اور زمینیں تسلیم کرلیں تو میں قسم
کش ہوں کہ انکار سے زیادہ اس اقرار میں کچھہ دقت نہوگی نہ کسی آیہ کا تعارض نہ کسی
حدیث سے معارضہ قدر اثر معلوم اسمیں سات سے زیادہ کی نفی نہیں سو جب انکار اثر
مذکور میں باوجود تصحیح ائمہ حدیث یہہ جرأت ہی تو اقرار ارضی زائدہ از سبع میں تو
کچھہ ڈر ہی نہیں علاوہ برین بر تقدیر خاتمیت زمانی انکار اثر مذکور میں قدر نبوی صلعم
میں کچھہ افزایش نہیں ظاہر ہی کہ اگر ایک شہر آباد ہوا اور اسکا ایک شخص حاکم ہو یا سب
میں افضل تو بعد اسکے کہ اس شہر کی برابر دوسرا ایسا ہی شہر آباد کیا جاوی اور اسمیں
بھی ایسا ہی ایک حاکم ہو یا سب میں افضل تو اس شہر کی آبادی اور اسکی حاکم کی
حکومت یا اوسکے فرد افضل کی افضلیت سے حاکم یا افضل شہر اول کی حکومت یا افضلیت
میں کچھہ کمی نہ آجائیگی اور اگر بصورت تسلیم اور چھہ زمینوں کے وہانکے آدم و نوح
وغیرہم علیہم السلام یہانکے آدم و نوح علیہم السلام وغیرہم سے زمانہ سابق میں ہوں
تو باوجود مماثلت کلی بھی آپکی خاتمیت زمانی آپ سے انکار نہوسکیگا جو وہانکے
خاتم صلعم کے مساوات میں کچھہ تہمت کیجیے لیکن اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی
بوصف نبوت لیجیے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہی تو پھر سوا رسول اللہ صلعم

اور کسیکو افراد مقصود بالخلق مین سے مماثل نبوی صلعم نہین کہہ سکتے بلکہ اس صورت مین
فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپکی
افضلیت ثابت ہو جائیگی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر
بھی خاتمیت محمدی مین کچھہ فرق نہ آئیگا چہ جائیکہ آپکے معاصر کسی اور زمین مین یا فرض
کیجیے اسی زمین مین کوئی اور نبی تجویز کیا جاے بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونا مثبت خاتمیت
ہے معارض و مخالف خاتم النبیین نہین جو یون کہا جاے کہ یہہ اثر شاذ بمعنی مخالف
روایۃ ثقات ہے اور اس سے یہہ بھی واضح ہوگیا ہوگا کہ حسب مزعوم منکران لفظ اس اثر
مین کوئی علت خافیہ بھی نہین جو اسی راہ سے انکار صحت کیجیے کیونکہ اول تو امام بیہقی رحمہ
کا اس اثر کی نسبت صحیح کہنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اسمین کوئی علت خافیہ خفیہ قادحہ
فے الصحۃ نہین دوسرے شذوذ تھا تو یہی تھا کہ مخالف جملہ خاتم النبیین ہے اور علت تھی تب
یہی تھی اگر اور کوئی آیۃ یا حدیث ایسی ہوتی جس سے سات سے کم زیادہ زمینوں کا ہونا یا انبیا کا
کم و بیش ہونا یا نہونا ثابت ہوتا تو کہہ سکتے تھے کہ وجہ شذوذ یہہ ہے مگر آجتک نہ کسی نے ایسی
آیۃ و حدیث سنی نہ مدعیون نے پیش کی علی ہذا القیاس مضمون علت قادحہ کو خیال
فرمائیے آجتک سوا مخالفت مضمون مذکور کسی نے کوئی وجہ قادح فی الاثر المذکور پیش
نہین کی اور فقط احتمال بدلیل اسبابین کافی نہین ورنہ بخاری و مسلم کی حدیثین بھی اس
حساب سے شاذ و معلل ہو جائینگی اور نیز یہہ بھی واضح ہوگیا ہوگا کہ تاویل کہ یہہ اثر اسرائیلیات سے
ماخوذ ہے یا انبیاء و اراضی ما تحت کے مبلغان احکام مراد ہین ہرگز قابل التفات نہین وجہ اسکی
یہہ ہے کہ باعث تاویلات مذکورہ فقط یہی مخالفت خاتمیت تھی جب مخالفت ہی نہین تو
ایسی تاویلین کیون کیجیے جنکو مدلول معنی مطابقی سے کچھہ علاقہ ہی نہین باقی رہی یہہ بات کہ

بڑونکی تاویل کو نمانیے تو اُنکی تحقیر نعوذ باللہ لازم آئیگی یہہ انہین لوگونکے خیال مین آسکتی
ہی جو بڑونکی بات فقط ازراہ بے ادبی نہین مانا کرتے ایسی لوگ اگر ایسا سمجہین تو بجا ہی
المرء یقیس علی نفسہ اپنا یہہ وتیرہ نہین نقصان شان اور چیز ہی اور خطاء ونسیان اور چیز
اگر بوجہ کم التفاتی بڑونکا فہم کسی مضمون تک نہ پونہچا تو اُنکی شان مین کیا نقصان آگیا
اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹہکانے کی بات کہدی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا
گاہ باشد کہ کودک نادان ٭ بغلط بر ہدف زند تیری ٭ ہان بعد وضوح حق اگر فقط
اسوجہ سے کہ یہہ بات مین نے کہی اور وہ اگلی کہہ گئی تہی میری نمانین اور وہ پُرانی بات گائے
جائین تو قطع نظر اسکی کہ قانون محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ بات بہت بعید ہی ویسی بہی
اپنی عقل وفہم کی خوبی پر گواہی دیتی ہی پہر با اینہمہ یہہ اثر اگرچہ بظاہر موقوف ہی مگر باالمعنی
مرفوع ہی اسلئے کہ صحابی کا بطور جزم اُن امور کا بیان کرنا جنمین عقل کو دخل نہو اہل حدیث
کے نزدیک مرفوع ہوتا ہی وجہ اُسکی یہہ ہی کہ صحابہ سب کے سب عدول اور پہر عدول
بہی اول درجہ کے تقوی مین ایسی کہ اور کسی سے اُنکی ریس نہین ہوسکتی پہر یہہ کب
ہوسکتا ہی کہ عمداً جہوٹ بولین اور وہ بہی دین کے مقدمہ مین ہان بطور احتمال جیسا کہ
استنباط مین ہوا کرتا ہی ایسی باتونمین جنمین عقل کو مداخلت ہی دخل دیدینا اونسے ممکن
ہی بلکہ واقع اور اونسے کیا تمام اکابر سے یہہ بات منقول ہی مگر اثر مذکور کا بطور جزم ہونا
اور مضمون مذکور کا عقلیات مین سے نہونا ظاہر دباہر ہی سو جب اثر مذکور مرفوع ہوا
اور سند اوسکی صحیح آیتہ مذکورہ اوسکی مؤید محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اسکی طرف مائل
حسن انتظام جو ہر نوع مین مشہور ہی اوسپر شاہد عظمت قدرت اوسپر دال تسپر بہی انکار کیا
جائے تو بجز اسکی کیا کہا جای کہ امثال روافض وخوارج واہل اعتزال ایسی باتین

کیا کرتے ہین ان فرقون نے بھی بوجہ قصور فہم آیات وارده رؤیت و تقدیر و خلق افعال مین
تاویلین کہین اور احادیث مصرحہ مضامین مذکورہ کو تسلیم نکیا بلکہ تکذیب سی پیش آئے سو
جیسے آیات مذکورہ کی تاویلون اور احادیث مذکورہ کی تکذیبون کے باعث اہلِ حق
نے انکو دائرہ اہل سنت وجماعت سے خارج سمجھا ایسے ہی منکر اثر مذکور کو بھی سمجھنا چاہیے
اتنا فرق ہے کہ احادیث رؤیت وغیرہ اثر مذکور سی صحت مین اقوی ہین اور آیات مذکورہ
دلالہ مذکورہ مین وآیہ اللہ الذی خلق سبع سموات سی جو اطلاق مماثلت پر دلالت کرتی ہے
زیادہ اسلئے وہ بڑی بدعتی ہونگی یہہ چھوٹے مگر ہرچہ باداباد سنی ہونا دونونکا معلوم
خاصکر جب یہہ دیکھا جائے کہ اگر آیات رؤیت کی دلالت آیہ اللہ الذی کی دلالت سے
زیادہ واضح اور احادیث رؤیت وغیرہ کی صحت اثر مذکور کی صحت سی زیادہ قوی تو کیا ہوا
جیسی یہہ فرق اسطرفسے ہی مزاحمت خیالات عقلی مین قصہ اولٹا ہی یعنی رویت وغیرہ کے
تسلیم کرنے سی بظاہر قوی قوی دلائل مانع ہین اور ہر زمین مین آدم و نوح وغیرہم
علیہم السلام کے تسلیم کرنے سی کوئی دلیل مانع نہین باقی خیالات اہل ہیئت اگر مزاحم
تصدیق اصل اراضی ہفت گانہ ہی چہ جائیکہ وجود انبیاء مذکورین تو اول تو اسباب مین
تنہا اثر مذکور ہی نہین بلکہ آیۃ مذکورہ اسباب مین قریب نص کے ہے دوسری وہ حدیث جو بروایت
ابی ہریرہ رض بحوالہ مشکوۃ بلفظہ اوپر منقول ہوچکی اوسکی معاضد اوپر خیالات اہل ہیئت
ظنی خود اہل ہیئت اوسکے ظنی ہونے کے قائل اور اونکی دلائل کا انی ہونا ظاہر سو اگر
کسی وہمی کو یہہ وہم وانگیز بھی ہو کہ اس صورت مین افلاک باہم متصل نرہینگے مرکز زمین مرکز
عالم پر منطبق نرہیگا تو اسکو اتنا کہدینا چاہیئے کہ خیالات جو ہزار طرح سے صحیح ہوسکتی ہین نہین
احتمالات پر جو مذکور ہوئی موقوف نہون معارض قول مخبر صادق نہین ہوسکتی اگر اطمینان

منظور ہی تو دیکھہ لیجی بطلیموسی کیا کہتی ہین اور فیثا غورسی کیا یونانی کیا بکتے ہین اور انگریز
کیا باایہمہ حساب طلوع و غروب و خسوف و کسوف و صیف و شتا وغیرہ سب برابر صحیح
جب باہم اہل ہیئت ہی مین یہہ اختلاف ہی اور مقصد برابر حاصل تو پھر ان خیالات کے
بہروسی انکار اقوال مخبر صادق کرنا نہایت نازیبا ہی اہل ہیئت مجسمہ جو شمس و قمر وغیرہ کو
متحرک مانتی ہین اور زمین کو ساکن آخر بضرورت تصحیح حساب حرکات اکثر افلاک مین خارج
المرکز مانتی ہین اور جو برعکس کہتے ہین وہ زمین کے مدار کو بیضوی کہتے ہین سو اگر بتبعہ
شارع مخبر صادق زمین کو خارج المرکز کہلیا تو کیا گناہ ہی بلکہ اسطرف خارج المرکز مانئی
اور اسطرف خروج مرکز مان لیجئی تو بعد ضم بعض مقدمات جب بھی تصحیح حساب مذکور ممکن ہی
اتنا فرق ہی کہ کسی نے یون ہی اٹکل کے تیر مارے کسی نے دیکھنے والون کی زبانی کہا خیر
یہہ بات دور جا پڑی اثر مذکور کے الفاظ اسکے قریب ہین فی کل ارض آدم کآدمکم
و نوح کنوحکم و ابراہیم کابراہیمکم و عیسی کعیسکم و نبی کنبیکم جملہ اخیر
سی صاف روشن ہی کہ تشبیہ فی التسمیہ مراد نہین تشبیہ فی المرتبہ مراد ہی سو آدم کآدمکم الخ
نام لیکر تشبیہ دینی ایسی ہی جیسی عرف مین کہا کرتے ہین لکل فرعون موسی یا اردو مین
کہتے ہین فلانے کا باوا آدم ہی نرالا ہی غرض جیسے یہان نام مذکور ہی اور غرض مرتبہ و
مقام سمجہی ہی ایسی ہی اثر مذکور مین بھی خیال فرمائیے کہ تشبیہ فی المرتبہ یعنی فی النسبۃ
مراد ہی فقط تشبیہ فی التسمیہ مراد نہین ہان کمال مماثلت اسبات کو مقتضی ہی کہ وہان بھی
یہی نام ہون اور شاید یہی وجہ ہی کہ نام کو ذکر کیا غرض جملہ اخیرہ مین تشبیہ فی النبوۃ
دیکر اور پہلے جملون مین اسمار کا ذکر کرکے شاید اس جانب اشارہ کیا ہو کہ جیسی مقامات
افراد اراضی سافلہ مقامات افراد اراضی عالیہ ہین ایسے ہی توافق فی الاسم بھی ہے

واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم بعد اس تفصیل کے بطور خلاصہ تقریر ونذلکہ دلائل یہ عرض ہے کہ ہر زمین میں اُس زمین کے انبیا کا خاتم ہی پر ہمارے رسول مقبول صلعم اُن سبکے خاتم آپ کو اونکے ساتھہ وہ نسبت ہی جو بادشاہ ہفت اقلیم کو بادشاہان اقالیم خاصہ کے ساتھہ نسبت ہوتی ہی جیسی ہر اقلیم کی حکومت اُس اقلیم کے بادشاہ پر اختتام پاتی ہی چنانچہ اسیوجہ سی اُسکو بادشاہ کہا آخر بادشاہ وہی ہوتا ہی جو سبکا حاکم ہوتا ہی ایسی ہی ہر زمین کی حکومت نبوت اُس زمین کے خاتم پر ختم ہوجاتی ہی پر جیسی ہر اقلیم کا بادشاہ باوجودیکہ بادشاہ ہی پہر بادشاہ ہفت اقلیم کا محکوم ہے ایسی ہی ہر زمین کا خاتم اگرچہ خاتم ہے پر ہمارے خاتم النبیین کا تابع جیسی بادشاہ ہفت اقلیم کی عزت اور عظمت اپنی اوس اقلیم کی رعیت پر حاکم ہونے سی جسمین خود مقیم ہے اتنی نہین سمجھی جاتی جتنی بادشاہان اقالیم باقیہ پر حاکم ہونے سی سمجھی جاتی ہے ایسی ہی رسول اللہ صلعم کی عزت اور عظمت فقط اِس زمین کے انبیاء کے خاتم ہونے سے نہین سمجھی جاسکتی جتنی خاتمین اراضی سافلہ کے خاتم ہونے سی سمجھی جاتی ہی مگر تعجب آتا ہی آجکل کے مسلمانون سی کہ کس تشدد سی اور خاتمون بلکہ خود زمینون سی انکار کرتے ہین تسپر ماننے والونپر کفر کے فتوے دیتے ہین یا سُنّی نہونیکا اتہام کرتے ہین یہہ وہی مثل ہوئی کہ نکٹون نے ناک والون کو نکو کہا تہا خلاصۂ مکنون خاطر منکرین اِس صورتمین یہہ ہوگا کہ رسول اللہ صلعم کو اتنا عظیم الشان مت سمجھو کافر ہوجاؤگے رسول اللہ صلعم سی اتنی محبت نکرو دیکہو سُنّی نرہوگی سواگر یہی کفر و اسلام اور یہی بدعت و سنت ہی تو اسلام سی کفر بہتر ہی اور سنت سی بدعت افضل امام شافعی نے اُن لوگون کے مقابلہ مین جو محبت اہل بیت بوجہ غلو رفض سمجہتے تھے یون فرمایا تہا شعر ان کان رفضا حب

آل محمدؐ فلیشہد الثقلان انی رافضی ہم ان صاحبون کے مقابلہ مین جو رسول اللہ صلعم کی اسقدر از دیاد قدر سے کہ آنکے خیال سے سات گنی ہو جاے یہہ برا مانتے ہین کہ قائلین از دیاد قدر کو کافر یا خارج از مذہب اہل سنت سمجھتے ہین اس شعر کو بدلکر یون پڑہتے ہین ؎ ان کان کفراً حب قدر محمدؐ ۔ فلیشہد الثقلان انی کافر ۔ یہہ تو خلاصہ مطلب تھا اب خلاصہ دلائل بھی سنئے کہ دربارہ وصف نبوت فقط اسی زمین کے انبیاء علیہم السلام ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے اسطرح مستفید و مستفیض نہین جیسے آفتاب سے قمر و کواکب باقیہ بلکہ اور زمینون کے خاتم النبیین بھی آپ سے اسیطرح مستفید و مستفیض ہین مگر یہہ بات سات زمینون کے ہونے اور ہر زمین مین انبیا کے ہونے پر اور پھر ان انبیاء کے وصف نبوت مین معروض اور آپکے واسطہ فی العروض ہونے پر موقوف ہے جبتک یہہ بات ثابت نہو تب تک ثبوت مطلب متصور نہین سو سات زمین کے ہونے پر ایک تو آیۂ اللہ الذی خلق سبع سموات دوسری حدیث مسطور بالا جسکو من اولہ الی آخرہ نقل کرچکا ہون اور بعد ظہور توافق آیہ و حدیث اسباب مین ان تفسیرونکا قول جنہون نے سبع ارضین سے سبع اقالیم مراد لی ہین یا ہفت طبقات زمین واحد تجویز کئے ہین معتبر نہین ہوسکتا خاصکر اہل فہم کے نزدیک کیونکہ آیہ مذکورہ ہی لی معوثت و معیۃ حدیث مسطور تعدد اراضی پر اور وہ بھی بقدر ہفت ایسی صاف دلالت کرتی ہے جیسے آسمانونکے سات ہونے پر لفظ سبع سموات جیسے سبع سموات کے معنی مین کسی نے یہہ نہین کہا کہ سات ٹکڑے ہین یا سات برج مثلاً یا سات طبقے ایک آسمان کے ہین ایسے ہی یہان یہہ خیال باطل نہ باندہنا چاہئے اور ہر زمین مین انبیاء ہونے کی دلیل بھی قطع نظر اُس ثبوت کے جو اوپر مرقوم ہوا بدستور مضمون سابق تو ایک آیہ ہے

اور ایک حدیث آیہ تو یہی اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ
بَيْنَهُنَّ اور حدیث وہ اثر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جسکی طرف او پر اشارہ
گذرا دلالت اثر تو ظاہر ہی پر دلالت آیہ بین البتہ اتنی تفصیل نہین سو یہہ اسی پر کیا موقوف
ہی اکثر آیات اسیطرح اپنی مطالب پر دلالت کرتے ہین وجہ اسکی یہہ ہی کہ مَاقَلَّ وَکَفٰی خَيْرٌ
مِمَّا كَثُرَ وَالْهٰى یا مَاقَلَّ وَدَلَّ خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَاَمَلَّ سو تمام آیات مین یہی ہی کہ الفاظ قلیل اور معانی کثیر
لیکن فہم ہو تو جتنا پورا پورا بیان مطالب کلام اللہ کے الفاظ مین ہوتا ہی وتنا اور الفاظ
اور بیانات تو درکنار الفاظ حدیث مین بھی نہین پر تہوڑی سی الفاظ مین مطالب کثیرہ
جو مجتمع ہو جاتے ہین اور ایک دوسری سی باعتبار الفاظ جدی نہین ہوتے یعنی ہر ایک مطلب
کے لئے جدا لفظ نہین ہوتا اِسلئے ہم سے جاہلونکو بسا اوقات معلوم نہین ہوتی ہان بدلالت
شرح صحیح جو احادیث صحیحہ نبوی صلعم ہین البتہ بڑی بڑی مطالب تہوڑی تہوڑی الفاظ سی
نکل آتے ہین غرض احادیث نبوی صلعم قران کی اول تفسیر ہی اور کیون نہو کلام اللہ کی
شان مین خود فرماتے ہین وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ جب کلام اللہ مین سب کچھ
ہوا یعنی ہر چیز بالاجمال مذکور ہوئی تو اب احادیث مین بجز تفسیر قرانی اور کیا ہوگا اور یہہ بھی ظاہر
ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بڑہکر قرآن دان بہی کوئی نہین ہوا اسصورت مین جو کچھ
رسول اللہ صلعم نے فرمایا وہی صحیح ہوگا اگر آپکی طرف کوئی قول منسوب ہو اور عقل کے مخالف
نہو تو گو باعتبار سند تنا قوی نہو جیسی ہوا کرتی ہین تب بہی اور مفسرین کے احتمالون سے تو
زیادہ ہی سمجھنا چاہئی اسلئی کہ اقوال مفسرین کی سند بھی تو اس درجہ کی کہین کہین ملتی ہی
پہر اونکی فہم کا چندان اعتبار نہین ہوسکتا ہی کہ اونسی خطا ہوئی ہو پہر جب باعتبار سند
بہی برابر ہوئی اور ایک آپکا قول ہو دوسرا کسی اور دوسرے کا تو بیشک آپ ہی کا قول مقدم

سمجھا جائیگا اور اگر سند بھی حسب قانون اصول حدیث اچھی ہو تو پھر تو تامل کا کام ہی
نہین سو دیکھئے لفظ یتنزل کے اگر یہ معنی بیان کئی جائین کہ نزول امر و نواہی اور نزول
وحی ہوتا ہی اور اثر مذکور کو اوسکی شرح کہی جاے تو باینوجہ کہ بالمعنی مرفوع ہے اور
باعتبار سند صحیح ہے بے شک تسلیم ہی کرنا پڑیگا بلکہ یہہ قصہ ایسا ہو جائیگا جیسے کسی اندھے
کی آنکھہ بنا کر اُس سے پوچھین آفتاب کہان ہی اور وہ ٹھیک بتلا ہے اور آفتاب کو دیکھکر
اوسکو چھینک آئی تو جیسے آفتاب کا اُسجا پر ہونا اوسکی بینا ہو جانے پر شاہد اور اُسکا بینا
ہو جانا آفتاب کے اُسجگہہ ہونے پر ایسی ہی آیہ تو اثر مذکور کی مصدق ہی اور اثر مذکور آیتہ
کی مصدق اسپر مجکو ایک نقل یاد آئی **نقل** حضرت جنیدؒ کے کسی مرید کا رنگ یکایک
متغیر ہو گیا آپ نے سبب پوچھا تو بروے مکاشفہ اوسنے یہہ کہا کہ اپنی مان کو دوزخ
مین دیکھتا ہون حضرت جنیدؒ نے ایک لاکھہ یا پچہتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑہا تہا یون سمجھکر
کہ بعض روایتون مین اسقدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہی اپنے جی ہی جی مین اُس مرید
کی مان کو بخشدیا اور اوسکو اطلاع نکی مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہین کہ وہ جوان ہشاش
بشاش ہی آپ نے پھر سبب پوچھا اوسنے عرض کیا کہ اب اپنی والدہ کو جنت مین دیکھتا ہون
سو آپ نے اسپر یہہ فرمایا کہ اس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجکو حدیث سے معلوم
ہوئی اور حدیث کی تصحیح اوسکی مکاشفہ سے ہو گئی سو ایسی ہی یہان بھی سمجھئے کہ آیت مذکور تفسیر
مشار الیہ تو اثر مذکور کی موید اور اثر مذکور تفسیر مذکور کے موافق بالجملہ قوی احتمال اس آیت
مین نزول وحی ہوتا ہی پھر بینہن کی ضمیر یا تو فقط ارض مع مثلہن کیطرف راجع ہو گی اور
بوجہ قرب اسطرف زیادہ دھیان جاتا ہی یا سموات اور ارض مع مثلہن سبکی طرف
بہرحال مطلب یہی ہو گا سو نزول امر بین السموات تو حدیث ترمذی سے جسکی طرف ہم اشارہ

کر چکے ہین معلوم ہو چکا اور یہان اس آیہ اور اُس اثر سی معلوم ہوتا ہی اور ظاہر ہی کہ اس نزول
امر کو نبوت لازم ہی غایۃ مافی الباب ملائکہ کو حسب اصطلاح نبی نکہو پر نبوت بمعنی نزول امر پہر بہی
ثابت ہی اور یہہ بات پہلے ثابت ہو چکی کہ یہہ زمین سب زمینون سی اوپر ہی اور زمینین دیر تلی
اسکی تلے واقع ہین اور نزول اوپر سی کسی چیز کے جانیکو کہتی ہین اسصورت مین نزول امر ادہر سی
اُدہر کو ہوگا تاکہ مضمون بینہن متحقق ہو کیونکہ اگر نزول احکام الہی اراضی باقیہ مین بواسطہ
حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم ہوا کرتا تو درصورتیکہ مرجع ضمیر جمع مذکور مین اراضی
بہی داخل ہون تو یون نفرماتے بلکہ یتنزل الامر فیہن یا علیہن فرماتے واللہ اعلم باقی اسکی
تصحیح مین بیہودہ تاویلین جب گرسیی جو معنی متبادر کے لینی مین کچہہ دقت ہو بلکہ انصاف سے
دیکہیی تو معنی حقیقی یہی ہین کہ ادہر سی ادہر کو نزول سمجہا جای اور وحی مذکور بواسطہ محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے کے انبیا کو اسطرح پہونچی جیسی حکام کے احکام ملازمان بالادست
کے واسطہ سی ملازمان ماتحت کو پہونچتی ہین اور وہ مضمون عُلّمتُ علم الاولین والآخرین
بنسبت انبیاء ماتحت اسطرح حسب مراد ہو کہ اول آپکو وحی آئی اور پہر ملائکہ کیواسطہ سی انکو پونہچی
اور یہہ نہین تو نہ سہی مجرد حصول جمیع علوم ہی کافی ہی یون ہو یا جیسی علوم انبیاء زمین تہا
حاصل ہوتی باقی رہا آپکا وصف نبوت مین واسطہ فی العروض اور موصوف بالذات ہونا اور
انبیاء ماتحت علیہم السلام کا آپکے فیض کا معروض اور موصوف بالعرض ہونا وہ تحقیق معنی
خاتمیت پر موقوف ہی جسکی شرح وبسط کا مبتغی اوپر کر چکا ہون اب یہہ گذارش ہی کہ مضامین
سابقہ کو ذرا دہی فرما دی اگر دیکہیی تو عجب نہین کہ بعضی سمجہی لا امتی تسلیم مین کچہہ حیلہ و حجت کرین
اور بعضی نامعقول معقولی باین خیال کہ اکثر استدلالات مذکورہ اتنی ہین سو کیا اعتبار تکرار سی
پیش آئین پر اہل فطانت و فراست اور اہل حدس سی تو یون امید ہی کہ جیسی اختلاف شکلات

کو دیکھکر بعد ملاحظہ قُرب و بُعد باہمی و لحاظ کردیتہ ارض و سما یہہ سمجھی کہ نور قمر نور آفتاب سے مستفید ہی ایسی ہی بعد لحاظ مضامین مسطورہ فرق مراتب انبیار کو دیکھکر یہہ سمجھین کہ کمالات انبیار سابق اور انبیار ماتحت کمالات محمدی سی صلی اللہ علیہ وسلم مستفاد ہین اور جیسی اختلاف تشکلات وغیرہ تنہا تنہا دلالت مطلوب معلوم مین کافی نہین اسیطرح مضامین مذکورہ فرادی فرادی گو کسی بدفہم کو کافی معلوم ہون پر سب ملکر لاریب مضمون معلوم پر اتنی تو دلالت ضرور کرتی ہین جتنی اختلاف تشکلات قمر وغیرہ استفادہ مذکور پر یا یون کہئی جیسی بہت عوارض عامہ سی ملکر ایک خاصہ مطلق پیدا ہوجاتا ہی اور خاصہ بنجاتا ہی چنانچہ رسم ناقص ایساغوجی کے دیکھنی سی ظاہر ہی ایسی ہی دلائل مذکورہ اگر کسیکی نظر و نمین تنہا تنہا عام بھی ہون تو سب ملکر مطلوب مذکور کے مساوی ہی ہوجاتے ہین مگر یہہ بات بطور تنزل و حزم و احتیاط معروض تھی ورنہ نظر غایر اور فکر صائب اور طبع سلیم اور ذہن مستقیم اور عقل وقاد اور قلب ذکی ہو تو سب امور مذکورہ منجملہ خواص ختم نبوت مطلق ہین قلت فرصت و کثرت مشاغل و تقاضار سائل نہوتا تو انشاراللہ اس دعوی کے ثبوت اجمالی کو مفصل لکھتا سو جیسی دہوپ کو دیکھکر آفتاب کے طلوع مین اور دہوان دیکھکر آگ کے وجود مین اور خوشبو سونگھکر عطر کے ہونے مین اور کسیکی آواز سنکر اوسکے یا مطلق انسان کے ہونے مین تامل نہین رہتا ایسی ہی امور مذکورہ سی ختم نبوت مطلقہ پر استدلال قابل تامل نہین اور یہین سی معلوم ہوگیا ہوگا کہ تمام استدلالات اپنی محل تامل نہین ہوتے ورنہ خدا کی خدائی جو عالم کو دیکھکر معلوم ہوتی ہی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت جو اعجاز وغیرہ سی ثابت ہوتی ہی یا کسیکی ذکاوت کسیکی عبادت کسیکی سخاوت کسیکا بخل کسیکی شجاعت کسیکا جبن جو آثار معلومہ سی معلوم ہوتے ہین سب محل تامل ہوجائین بجز اسکی کیا کہا جائیگا کہ جیسی یہہ امور تنہا تنہا خواص مدلولات ہین یا مثل عوارض عامہ مجتمعہ مجتمع ہوکر خاصہ بنجاتے ہین جیسی خوارق اور

اخلاق حمیدہ اور دعوت الی الدین سوا نبی کسی اور مین نہین ہوتی ایسی ہی امور مسطورہ
اوراق گذشتہ جو دربارہ اثبات خاتمیت بطور مذکور ذکر کئی گئی ہین تنہا تنہا یا بہم مطلق
معلوم کے ساتھہ خاص ہین اب یہہ گذارش ہی کہ ہر چند آیہ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰاتٍ کی
تفسیر کسی اور نے نہ لکھی ہو پر جیسے مفسران متاخر نے مفسران متقدم کا خلاف کیا ہی
مین نے بھی ایک نئی بات کہدی تو کیا ہوا معنی مطابقی آیہ اگر اس احتمال پر منطبق نہون تو البتہ
گنجایش تکفیر تھی اور یون کہہ سکتی ہین کہ موافق حدیث مَن فسر القرآن برأیہ فقد کفر ایسا
شخص کافر ہو گیا پر اس صورت مین یہی گنہگار تنہا کافر نہین کا یہہ تکفیر بڑی بڑون تک پہنچیگی
ہان اگر انصاف ہو تو اس حدیث کے معنی مین عرض کرتا ہون سنئی مفہوم کلی ہزار افراد
پر منطبق آتا ہی ہر فرد اوسکی لئی احتمال صحیح ہوا کرتا ہی سو اگر آیات قرانی مین کوئی امر کلی
مذکور ہو تو دربارہ احتمالات فردی خواہ اونمین باہم نسبت توارد علی سبیل البدلیۃ ہو یا
نہو وہ آیہ مجمل ہوگی سو اون احتمالات مین سے کسی ایک احتمال کو بیدلیل متعلق کردینا یا بیقرینہ
راجح سمجھنا درپردہ دعوی نبوت ہی جسکی وجہہ سی ہر شخص آج کافر گنا جاتا ہی ہان اگر کوئی
دلیل عقلی یا نقلی ہو یا کوئی قرینہ عقلی یا نقلی ہو اور پھر بقدر قوت دلیل و قرینہ کوئی شخص
کسی احتمال کو راجح کہی تو ہرگز کفر نہین ورنہ ہمیشہ تک دقائق و نکات کا نکلتی چلی آنا
جیسی بعض الفاظ احادیث مرفوعہ مثل لا یشبع منہ العلماء ولا یخلق عن کثرۃ الرد ولا
ینقضی عجائبہ اوسپر دلالت کرتے ہین کیونکر صحیح ہو سکتا ہی ہان جب کوئی دلیل ہی نہ
کوئی قرینہ تو پھر ترجیح احد الاحتمالات محض اپنی عقل نارسا کا ڈھکوسلا ہی اور اسکو تفسیر
بالرای یعنی تفسیر بالہوی اور تفسیر من عند نفسہ کہہ سکتی ہین ورنہ تفسیر بالرای کیون کہتی
ہو تفسیر بالدلیل یا بالقرینہ کہو اگر توضیح بالمثال مد نظر ہی تو سنئی کہ عقل کو ایک خوربین

اور دوربین معلومات دقیقہ اور مضامین دور دراز سمجھی جیسی اجسام صغیرہ و بعیدہ کو ایسے
خوردبین و دوربین خوب واضح اور پاس معلوم ہوتے ہین ایسی ہی بوسیلہ عقول صافیہ و سلیمہ
مضامین دقیقہ اور معلومات بعیدہ واضح اور اقرب الی الذہن معلوم ہوتی ہین مگر جیسی کہ خوردبین
و دوربین حقیقت مین صین معلوم نہین ہوتا ورنہ فرق مقدار اور تفاوت بعد کی کوئی صورت
نتہی بلکہ معلوم کی ایک مثال اور شبح ہوتی ہی ایسی ہی وقت ادراک معلومات دقیقہ و بعیدہ
کنندہ کا وجہ جو کچھہ ذہن مین آتی ہی ایک مثال اور شبح مضامین مذکورہ سمجھی مگر جیسی شبح آئینہ
مین علاوہ اعضاء و اجزاء ذی شبح رنگ آئینہ بھی جو کچھہ ہو سبز فرض کیجئے یا سُرخ لاحق
ہو جاتا ہی اور اُس رنگ کو اثر ذی شبح نہین کہہ سکتی اثر آئینہ کہتی ہین ایسی ہی کبھی بعض
مضامین زائد از اصل معلوم شبح معلوم کو ذہن مین آکر لاحق ہو جاتے ہین اور اُس
لحوق کے باعث اُنکو اصل معلوم کیطرف نسبت نہین کر سکتی بلکہ ذہن عالم کیطرف کئی
جائینگے جب یہہ مثال اور یہہ تمہید ذہن نشین ہو گئی تو اب سُننی کہ تفسیر مین امر مجمل کو واضح
کر دیتی ہین کچھہ بڑہاتی گہٹاتی نہین انسان کو اگر حیوان ناطق کہا تو ایک امر مجمل کو واضح
کر دیا ہی زائد از اصل کچھہ بڑہا نہین دیا سو بعینہ وہی قصہ ہی جو ادراک خوردبین مین
ہوتا ہی اور اسوجہ سی اگر ہم تصویر آئینہ کو تفسیر ذی تصویر کہین تو بجا ہی اور سفید جسم کو اگر
سبز آئینہ کی خوردبین سی دیکھین تو اُس رنگ سبز کو جو تصویر آئینہ مین لاحق ہو جاتا ہی
اور رنگ اصلی معلوم ہوتا ہی تفسیر بالمرآۃ کہین تو زیبا ہی ایسی ہی وہ مضامین جنسے
مرتبہ احتمال مین کچھہ تعرض نہو اور کسیکی رای یعنی عقل کی جانب سی لاحق ہو جائین تو
پھر اُنکو تفسیر بالرای کہین تو کیا بیجا ہی بہر حال تفسیر مثل ایضاح خوردبین توضیح ہوتی
ہی انشاء اور ایجاد نہین ہوتا چھوٹی چیز بڑی ہو جاتی ہی اشیاء معدومہ موجود نہین ہو جاتی

سو چھوٹی چیز کا بڑا معلوم ہونا جیسے ازقسم توضیح مقدار ہی ایسی ہی کسی رنگ کا سا
نظر آنا توضیح لون سفید کا سیاہ یا سرخ و سبز معلوم ہونا توضیح رنگ سفید نہین بلکہ تغیر
رنگ ہی جسمین ایک رنگ کا اعدام اور دوسرے رنگ کا ایجاد ہی اس تقریر پر یہہ شبہہ کہ
مقدار زائد بھی اصل حقیقت سے زائد ہی مرتفع ہوگیا دوسری جس چیز کا ادراک بوسیلہ مرایا
و مناظر مطلوب ہوا کرتا ہی اس قسم کی جو بات بوسیلہ مرایا معلوم ہوگی منجملہ تفسیر سمجھی جائیگی
سو وہ بات اگر اصل مجمل ہے تب تو تفسیر بالاصل ہوگی نہین تو تفسیر بالمرآۃ کہین گے اور
جو چیز بوسیلہ مرایا و مناظر مطلوب ہی نہین ہوتی وہ بات اگر معلوم بھی ہوئی تو اسکو تفسیر
کیون کہیے تفسیر تو اسکو کہنا چاہیے جس سے کوئی اجمال مبدل بتفصیل اور کوئی اشکال مبدل
بانحلال ہو اور ظاہر ہی کہ مقادیر اور مواضع بوسیلہ مرایا و مناظر مطلوب نہین ہوا کرتی
ورنہ لازم آئے کہ اصل مقدار اشیاء مبصرہ بالمرایا اور مواضع اشیاء مذکورہ وہ ہوا کرین
جو بوسیلہ خوردبین یا دوربین معلوم ہون بالجملہ تفسیر بالرائے وہ ہی جو امر مجمل و مفسر
مین اصلا نہو بلکہ اس امر مین کلام مجمل ساکت ہو اور مرتبہ تفسیر و تفصیل مین وہ امر
داخل کیا جاے اور ظاہر ہی کہ ایسے امور کا داخل کرنا تصرفات خیالی ہین جو ہماری ہی
عقول ناقصہ کا کام ہوتا ہی باقی جو باتین بوسیلہ کسی دلیل عقلی یا نقلی کے شامل کیجائین
اسکو اہل ظاہر گو تفسیر کہین پر حقیقت مین تفسیر نہین ہوتی بلکہ دو کلامون جداگانہ کے
مضمونونکو اکھٹا کر دیا کرتے ہین ہان اگر تفسیر کے ایسے معنی عام لیجیے جسمین یہہ
بھی شامل ہو جاے تو پہر اختیار ہی لا مشاحۃ فی الاصطلاح بہرحال ایسی صورتین تفسیر
بالدلیل یا تفسیر بالقرینہ کہین گے تفسیر بالرائے نکہین گے الغرض ناظران اوراق کی خدمت
مین یہہ عرض ہی کہ بوجہ فوارہ کفر نہ بنین کہ جو سامنے آیا ایک کفر کا چھینٹا جھڑا

مولویون کا کام یہہ نہین کہ مسلمانونکو کافر بنائین اُنکا کام یہہ ہی کہ کافرون کو مسلمان کرین اعتبار نہو تو پہلے کتاب تحذیر الناس اور افسانے یا دگر و سوا اس زمانہ کے علما سے ہو سکی تو اس گنہگار کو جسکا اسلام بزبان عام ہے دستگیری فرما کر ورطہ ہلاکت سے نجات دین اور ساحل سعادت تک پہونچائین وما علینا الا البلاغ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین و صلے اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین

کتبہ العبد المذنب محمد قاسم الصدیقی النانوتوی

جواب دیگر از علماء لکھنو

هو المصوب

مخفی نرہی کہ حدیث مذکور محققین محدثین کے نزدیک معتمد ہی حاکم نے اوسکے حق مین صحیح الاسناد کہا اور ذہبی نے حسن الاسناد کا حکم دیا اور اسحدیث کے ثبوت مین کوئی علت قادحہ معتمدہ نہین ہی اور زمین کے طبقات جداگانہ ہونا بہت احادیث سے ثابت ہی اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ جسطرح سلسلہ نبوت اس طبقہ مین واسطے ہدایت سکان کے تیار ہوا اوسیطرح سے ہر ہر طبقہ مین سلسلہ نبوت کا واسطے ہدایت وہان کے سکان کے تیار ہوا اور چونکہ بدلائل عقلیہ و نقلیہ لاتناہی سلسلہ کی باطل ہی لاجرم ہی کہ ہر طبقہ مین ایک مبدء سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے آدم کے ساتھہ مشابہ کیا گیا اور ایک آخر سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے خاتم کے ساتھہ تشبیہ دیا گیا پس بنا برعلیہ اواخر انبیاء طبقات تحتانیہ پر اطلاق خواتم کا درست ہی اب یہان تین احتمال ہین ایک یہہ کہ خواتم طبقات تحتانیہ بعد عصر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہوئی ہون دوسری یہہ کہ مقدم ہوئی ہون تیسری یہہ کہ ہمعصر ہون — احتمال اول بحدیث لانبی بعدی وغیرہ باطل ہی اور برتقدیر احتمال ثانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم انبیاء طبقات ہونگے اور برتقدیر ثالث دو احتمال ہین ایک یہہ کہ نبوت آنحضرت صلعم کی

محسوس ساتھ اسی طبقہ کے ہوا در آپکی خاتمیت بہ نسبت انبیاء اسی طبقہ کے ہوا در ہر طبقہ تحتانیہ مین
وہان کے خاتم کی رسالت ہوا در ہر ایک انمین کے صاحب شرع جدید و خاتم انبیاء اپنے طبقات کا ہو
دوسرے یہہ کہ خاتم طبقات تحتانیہ متبع شریعت محمدیہ ہو اور کوئی زمین کا صاحب شرع جدید نہو اور
دعوت ہماری حضرت کی عام اور ختم آپکا نسبت جملہ انبیاء جملہ طبقات کے حقیقی ہوا در ختم ہر ایک خاتم
باقیہ کا نسبت اپنے اپنے سلسلہ کے اضافی ہو احتمال اول بسبب عموم بعثت نبویہ کے کہ جس سے
صاف آنحضرت صلعم کا مبعوث ہونا تمام عالم پر معلوم ہوتا ہی باطل ہی اور علماء اہل سنت بھی اس امر کی
تصریح کرتے ہین کہ آنحضرت ؐ کے عصر مین کوئی نبی صاحب شرع جدید نہین ہو سکتا اور نبوت آپکی عام ہی اور
جو نبی آپکے ہم عصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ ہوگا چنانچہ تقی الدین سبکی سی جلال الدین سیوطی اپنے رسالہ الاعلام
بحکم عیسی علیہ السلام مین نقل کرتے ہین قال السبکی فی تفسیر لہ ما من نبی الا اخذ اللہ علیہ المیثاق انہ ان
بعث محمد فی زمانہ لیؤمنن بہ ولینصرنہ ویوصی امتہ بذلک وفیہ من النبوۃ وتعظیم قدرہ مما لا یخفی وفیہ مع
ذلک انہ علی تقدیر مجیئہ فی زمانہم یکون مرسلا الیہم ویکون نبوتہ ورسالتہ عامۃ لجمیع الخلق من
زمن آدم الی یوم القیامۃ ویکون الانبیاء وامہم کلہم من امتہ فالنبی صلعم نبی الانبیاء ولو اتفق بعثتہ
فی زمن آدم ونوح وابراہیم وموسی وعیسی وجب علیہم وعلی امہم الایمان بہ ونصرتہ ولہذا یاتی عیسی فی
آخر الزمان علی شریعتہ ولو بعث النبی علیہ الصلوۃ والسلام فی زمانہ وفی زمان موسی وابراہیم ونوح وآدم
کانوا مستمرین علی نبوتہم ورسالتہم الی امہم والنبی علیہ السلام نبی علیہم ورسول الی جمیعہم انتہی اور بحر العلوم
مولانا عبد العلی اپنے رسالہ فتح الرحمن مین لکھتے ہین مقتضی ختم رسالت دو چیز است یکی آنکہ بعد وی رسول
نباشد و دیگر آنکہ شرع وی عام باشد ہر کسیکہ موجود باشد وقت نزول شرع وی را اتباع شرع وی بر وی واجب فرض
است و سر ش اینکہ ہمہ رسل در اخذ شرع مستمد از خاتم الرسالت اند و چونکہ شرع وی عام باشد پس دیگری
صاحب شرع نباشد انتہی خلاصہ کلام یہہ ہی کہ حدیث ابن عباس ؓ صحیح و معتبر ہی اور اُس سی طبقات تحتانیہ مین

وجود انبیا ثابت ہی اور بسبب بطلان لاتناہی سلسلے کے ہر ایک طبقہ مین ایک آخر انبیا بنسبت اُس طبقہ کے ہونا ضرور ہی لیکن مطابق عقائد اہل سنت یہہ امر ہی کہ دعوت ہماری حضرت کی عام ہی تمام مخلوقات کو شامل ہی پس اسکا اعتقاد کرنا چاہئیے کہ خواتم طبقات باوجود عصر نبویہ نہین ہوی یا قبل ہوئی یا ہمعصر اور بر تقدیر اتحاد عصر وہ متبع شریعت محمدیہ ہونگے اور ختم انکا بسبت اپنی طبقہ کے اضافی ہوگا اور ختم ہماری حضرت کا عام ہوگا اور تفصیل ان سب امور کی مین نے اپنے دو رسالو نمین ایک مسمی بہ الآیات البینات علی وجود الانبیاء فی الطبقات دوسری مسمی بہ دافع الوسواس فی اثر ابن عباس کی ہی ہرگاہ یہہ امر ممہد ہوچکا پس سمجہنا چاہئیے کہ زید کو جسنے عبارت جو سوال مین مرقوم ہی لکہی ہرگاہ مماثلت سے انکار ہی اور صحت حدیث و ثبوت تعدد خواتم طبقات تحتانیہ کا قائل ہی مخالف اہل سنت کے نہین ہی نہ کافر ہی نہ فاسق بلکہ متبع سنت مگر ہان اگر نبوت محمدیہ کو ساتھہ اسی طبقہ کے خاص کرتا ہو اور ہر ایک خاتم کو صاحب شرع جدید سمجہتا ہو تو البتہ قابل مواخذہ کے ہی کیونکہ یہہ امر خلاف نصوص خلاف کلمات علماء معلوم ہوتا ہی اور اگر مجرد تعدد خواتم کا قائل ہو اور ختم ہمارے رسول کو حقیقی بنسبت جملہ انبیاء جملہ طبقات کے سمجہتا ہو اور ختم ہر ایک خواتم باقیہ کو اضافی کہتا ہو تو اوسپر کچہہ مواخذہ نہین ہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات الغی

مُہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات

واقعی زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق نہوگا واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب +

کتبہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم ۱۲۹۰ھ

مُہر: محمد مہدی ابو الحبیش

اصاب المجیب کتبہ ابو الحبیش محمد مہدی عفا عنہ الہادی

اور عدم تکفیر و تفسیق و خروج پر علماء دیوبند اور سہارنپور اور گنگوہ اور الہ آباد اور آگرہ اور سورت نے اتفاق کیا والحمد للہ علی ذلک و رسب جوابونکو حرف بحرف لکہنے کی ضرورت نہین کہ مطالب سب کے ان دو نو جوابونمین آگئے +